اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
JULY 2018
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 291
Regd. # MC-1177
فتاویٰ حج وعمرہ سے ماخوذ
عورتوں کے مسائل
تصنیف
شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
اختصار وترتیب
حضرت علامہ مفتی محمد شہزاد عطاری المدنی
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

فتاویٰ حج وعمرہ سے ماخوذ

عورتوں کے مسائل

تصنیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

اختصار وترتیب

حضرت علامہ مفتی محمد شہزاد عطاری المدنی

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب: فتاوی حج وعمرہ سے ماخوذ عورتوں کے مسائل

تصنیف: شیخ الحدیث حضرت علاّمہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

اختصار ومرتب: حضرت علاّمہ مولانا محمد شہزاد عطاری المدنی حفظہ اللہ

سن اشاعت: جولائی ۱۴۳۹ھ / شوال المکرم 2018ء

تعدادِ اشاعت: 4700

اشاعت نمبر: 291

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،

فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

فہرست

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہوگا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں، کیونکہ حج کے افعال بھی ایک طرح کی عبادت ہے اور اس حوالے سے علم نہ ہو تو اِس کا سیکھنا فرض ہے اور علم نہ ہو تو علمائے سے معلوم کرنا فرض ہے، افسوس ہے کہ وہاں کے حجاج نہ علم سیکھتے ہیں نہ علمائے سے معلوم کرتے ہیں بلکہ اپنی مرضی سے عمل کرنا اور ایک تعداد ہے کہ وہ غلط مسئلہ بتانے میں خوف نہیں کرتے ہیں جبکہ حج کے مسائل نہ لوگوں کے عمل سے، نہ سوچ سے، نہ قیاس سے، بلکہ حج کے مسائل توقیفی ہے، ان مسائل میں جن لوگوں نے قیاس کیا تو ایک تعداد ہے انھوں نے غلطی کی۔

ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیرِ اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیت حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں، اِسی لئے لوگ حج وعمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے بانی اِدارہ علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دار الافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ

کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے، اس طرح اِس دار الافتاء سے مناسک حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو علیحدہ کیا گیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کیے جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد کے فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کی وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم میں ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں شائع کیے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء اور ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع کیے۔ اب ۱۴۳۷/ ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جا سکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے آپ کچھ زبانی دیئے اور کچھ تحریری جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں دوران حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔

گیارہ حصوں میں جہاں جہاں عورتوں کے مسائل کے جوابات لکھے ہیں اُن سب کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے ان میں قرآن وحدیث کے علاوہ جتنی عبارت تھیں اِن کو حذف کیا، صرف ترجمہ باقی رکھا اور کئی جگہ طویل فتاوی کو مختصر کیا تا کہ پڑھنے والوں کے لئے آسانی ہو اور رسالہ کا حجم بھی زیادہ نہ ہو اور ایک عورت کو اس مبارک سفر میں جو مسئلہ درپیش ہو گا وہ خود پڑھ کر اِس کا حل نکالنا آسان ہوگا، کیونکہ عورت اپنے مسائل مفتیانِ کرام سے معلوم کرنے میں حیا محسوس کرتی ہے اور اگر اس کے ساتھ شوہر نہ ہو، والد یا بھائی ہو تو ان کو بتانے میں شرم محسوس کرتی ہے اور اس طرح اپنا مسئلہ ایسے لوگوں سے دریافت کرتی ہے جو مسئلہ بتانے کے اہل نہیں ہوتے ہیں تو اس لیے ضرورت محسوس کی گئی

کہ اس کو ایک ساتھ جمع کرلیا جائیں۔ بظاہر یہ کام بہت آسان تھا مگر جب یہ کام شروع کیا تو اِس کا احساس ہوا یہ کام کتنا مشکل تھا۔

میں قبلہ استاذ محترم شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتھم العالیہ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ کام کرنے کی اجازت رحمت فرمائی اور ساتھ ساتھ رہنمائی بھی کی اور مفتی صاحب میرے محسن ہیں اور پیارے انداز میں تربیت فرماتے ہیں۔

ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت اسے اپنے سلسلۂ اشاعت نمبر 291 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف واشاعت کنندگان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین متین کی ترویج واشاعت میں روزافزوں ترقی فرمائے۔ آمین

محمد شہزاد عطاری المدنی

احرام

کراچی سے جانے والی عورت احرام کی نیت کہاں سے کرے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ حج وعمرہ میں احرام کی صورت میں شرعی پردہ عورت نہیں کرسکتی تو حج وعمرہ میں احرام کراچی ہی سے پہن لینا چاہئے یا عمرہ کے وقت وہاں پر۔ اگر احرام پہن کر نیت جہاز میں بھی کریں تو بھی جہاز کے سفر اور ائیر پورٹ پر جگہ جگہ بے پردگی ہوسکتی ہے اس کا کیا حل ہونا چاہئے اور بالخصوص اس صورت میں جب عورت شرعی پردہ کرتی ہو اور مدنی برقعہ پہنتی ہو؟

(السائل: بنت سلیمان، کھارادر کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں احرام کی نیت میقات سے قبل ہی کرنی ہوگی، چاہے وہ اپنے گھر سے کرے یا کراچی ائیر پورٹ سے کرے، یا جہاز میں سوار ہو کر کرے، یا جہاز اڑنے کے بعد کرے، مگر دورانِ سفر ہی چونکہ ہوائی جہاز میقات سے گزرتا ہے اور میقات کے گزرنے کا صحیح پتہ نہیں چلے گا لہٰذا اسے جہاز کے پرواز کرنے سے پہلے یا پرواز کرنے کے تھوڑی دیر بعد احرام کی نیت کرلینی چاہئے کیونکہ میقات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"لَا يُجَاوِزُ أَحَدُ الْمِيقَاتَ إِلَّا مُحْرِمًا الحديث"[1]

یعنی، کوئی میقات سے بغیر احرام کے نہ گزرے۔

میقات سے احرام باندھنا حج کے واجبات میں سے ہے جیسا کہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

یعنی، میقات سے احرام کی ابتداء حج کے واجبات سے ہے۔[2]

اور میقات وہ مقام ہے جہاں سے حرم مکہ کو جانے والا بغیر احرام کے نہیں گزر سکتا خواہ وہ حج و

---

[1] (الدراية فی تخريج أحاديث الهداية، المجلد ۲۳۵/۱)

[2] (نور الإيضاح، كتاب الحج، ص ٤١٤)

عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو،

اور علامہ عبدالغنی میدانی تلمیذ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

مواقیت وہ جگہیں ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھنے والے انسان کو حج وعمرہ میں سے کسی ایک کے احرام کے بغیر گزرنا جائز نہیں۔[۳]

عورت حالتِ احرام میں اپنا چہرہ کھلا رکھے گی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مُحرِمَہ کو نقاب کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث شریف ہے:

عن ابن عمر أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ " نَهَى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ النِّقَابِ إلخ "ملخصاً۔[۴]

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو احرام میں نقاب سے منع فرمایا۔ الخ ملخصاً

دوسری حدیث میں ہے کہ

عن ابن عمر عن النبی ﷺ " اَلْمُحْرِمَهِ لَا تَنْتَقِبُ "إلخ۔[۵]

یعنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت احرام میں نہ نقاب ڈالے'' الخ۔

اور انتقاب کہتے ہیں اس پردے کو جو چہرے پر ڈالا جاتا ہے یا اس سے کسی نفیس چیز کو چھپایا جائے۔ ''بخاری شریف'' میں ہے کہ اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَا تَلَثَّمُ وَ لَا تَتَبَرْقَعُ۔[۶]

یعنی، عورت بحالتِ احرام اپنے ہونٹ نہ چھپائے اور نہ برقع ڈالے۔

---

[۳] (اللباب شرح الكتاب على هامش الجوهرة النيرة، كتاب الحج، ١٩٣/١)

[۴] (سنن أبی داؤد، باب ما يلبس المحرم، ص ٢٨٣، الحديث: ١٨٢٧)

[۵] (سنن أبی داؤد، كتاب المناسك، باب ما يلبس المحرم، ٢٨٣/٢، الحديث: ١٨٢٥ـ ١٨٢٦)

امام ابوبکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں:

یعنی، عورت حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑوں اور موزوں سے جو چاہے پہنے مگر وہ اپنا چہرہ نہیں ڈھکے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے''۔[7]

جب یہ ثابت ہوگیا کہ بحالتِ احرام عورت کے منہ چھپانا حرام و ناجائز ہے تو ایک قاعدہ ہے وہ یہ کہ ''جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو شرعی جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا ہوگا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں ہوں اس سے معلوم ہوا کہ اگر قصداً ہوں تو گناہ بھی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ عورت کتنا منہ چھپائے اور کتنا عرصہ چھپائے تو شرعی جرمانہ ہوگا چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا لکھتے ہیں: مرد سارا سر یا چہارم سر یا مرد خواہ عورت منہ کی ٹکلی ساری یا چہارم، چار پہر یا زیادہ لگا تار چھپائیں تو دَم ہے اور چہارم سے کم، چار پہر تک یا چار سے کم اگرچہ سارا سر یا منہ تو صدقہ ہے اور چہارم سے کم چار پہر سے کم تک چھپائیں تو گناہ ہے کفارہ نہیں۔[8]

یہ امر تو ثابت شدہ ہے کہ عورت بحالتِ احرام اپنا منہ نہیں چھپائے گی اگرچہ مُنہ کُھلا رکھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے جیسا کہ امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

یعنی، کیونکہ عورت اپنے چہرے کو نہیں ڈھکے گی اگرچہ کھولنے میں فتنہ ہے۔[9]

اور عورت کو برقع پہننا ممنوع نہیں بلکہ منہ چھپانا منع ہے لہٰذا جہاں بھی برقع سے منع مذکور ہو وہاں مراد منہ کا چھپانا ہے، جیسا کہ ''فیوض الباری'' میں ہے کہ عورت کو بحالتِ احرام

---

[7] (الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوری، ۱/۱۹۶)

[8] (فتاوی رضویہ، کتاب الحج، فصل: ششم جُرم اور اُن کے کفارے، ۱۰/۷۵۷)

[9] (الهداية، كتاب الحج، باب الاحرام، ۱-۲/۲۳۹)

برقع پہننا جائز ہے جب کہ اس کے چہرے پر نہ آئے صرف سر پر رہے۔[10]

معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ کا مقصود یہی ہے کہ مُحرِمہ کا چہرہ کُھلا رہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے''۔ اسی طرح دوسری احادیث اور عبارات فقہاء بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

باقی رہا بے پردگی سے بچنا تو حدیث شریف میں ہے کہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''کَانَ الرُّکْبَانُ یَمُرُّوْنَ بِنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا جَازُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَہَا مِنْ رَأْسِہَا عَلٰی وَجْہِہَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا کَشَفْنَاہُ''[11]

یعنی، جب سوار ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں جب وہ گزرتے تو ہم میں سے ہر ایک پردے کو اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیتی جب وہ گزر جاتا تو ہم کھول دیتی تھیں۔

اس سے بوقت ضرورت چہرے کا پردہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ ازواج مطہرات بحالتِ احرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھیں جب کوئی اجنبی گزرتا وہ پردہ سر سے لٹکاتی تھیں۔ جب وہ گزر جاتا ہٹا دیتیں ظاہر ہے کہ حج میں یہ فعل بار بار ادا کرتی ہوں گی اس میں حرج تھا تکلیف تھی باوجود اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مستقل پردہ کرنے کی اجازت نہ دی اور نہ ہی اس سے منع فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ مُحرِمہ منہ کُھلا رکھے بوقت ضرورت کسی چیز سے پردہ کر لے پھر ہٹا دے، اور وہ چیز چہرے سے دُور رہے، بہتر ہے کہ وہ کپڑا وغیرہ نہ ہو کیونکہ کپڑے میں چہرے کے ساتھ مس کرنے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے بلکہ کوئی سخت چیز ہو جیسا کہ امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی

[10] (فیوض الباری شرح صحیح البخاری: ۳/۱۳۱)

[11] (سنن أبي داؤد، کتاب الحج، کتاب المناسك، باب في المحرمة تغطي وجهها، ص ۲۸۵-۲۸۶)

فرماتے ہیں:

تنبیہ: احرام میں مُنہ چُھپانا عورت کو بھی حرام ہے نامَحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔[12]

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

حیض ونفاس کے سوا تاخیر طوافِ زیارت اور دم کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کو بخار ہو گیا اس لئے وہ طوافِ زیارت بارہ ذوالحجہ کی مغرب تک نہ کر پائی اور ہم نے سُنا ہے کہ عورتوں کو مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت ہوتی ہے اور وہ طوافِ زیارت بارہ تاریخ کے غروبِ آفتاب کے بعد کر لیں تو ان پر دم لازم نہیں ہوتا۔

(السائل: محمد انعام از طائف)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک طوافِ زیارت نہ کرنے کی وجہ عورت پر حیض ونفاس یا ایسا عذر شرعی متحقق ہو گیا ہو تو اِن صورتوں میں دم نہیں ہوتا ہے۔

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

حائضہ (اور نفاس والی عورت) کو تمام افعال حج وعمرہ کی ادائیگی جائز ہے جیسے احرام باندھنا، وقوفِ عرفات، صفا ومروہ کے مابین سعی وغیرہا سوائے طوافِ کعبہ کے کہ وہ جائز نہیں اور حائضہ کے لئے اس کے عدم جواز سے مراد اس کے اس فعل کا حرام ہونا ہے۔[13]

اسی لئے طوافِ زیارت میں تأخیر کی وجہ سے دم کا لازم نہ ہونا انہی دو حالتوں کے ساتھ خاص ہے چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

حیض اور نفاس کے عذر کے سبب طوافِ زیارت کو اس کے (واجب)

---

[12] (فتاوی رضویہ، کتاب الحج، فصل دوم احرام اور اُس کے احکام.....الخ، ۱۰/۷۳۵)

ایام سے مؤخّر کرنے کی وجہ سے عورت پر دم لازم نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس میں معذور ہے۔[۱۴]

اور ان دو حالتوں کے علاوہ جمیع حالات میں عورت کے لئے وہی حکم ہے جو مرد کے لئے کہ طوافِ زیارت کو اس کے واجب وقت سے مؤخّر کرنے کی صورت میں اس پر دم لازم ہوگا جس طرح مرد ایسا کرے تو اس پر دم لازم آتا ہے۔

ایک اور صورت جو ہم نے اپنے فتاوی حج وعمرہ کے حصے میں لکھی تھی کہ منیٰ میں حادثہ ہوا تھا تو ضرورت شرعیہ کی وجہ سے تاخیر کی وجہ سے دم نہ ہونے کا حکم دیا ہے۔

باقی رہا بخار یہ عذر قابل قبول نہیں ہے لہٰذا تاخیر ہونے کی وجہ سے دم ہوگا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۳ ذوالحجۃ ۱۴۲۷ھ، ۲ ینایر ۲۰۰۷م (F-336)

سعی

مسعیٰ مسجد الحرام کی حُدود میں ہے یا خارج اور ایام میں وہاں جانا کیسا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسعیٰ (سعی کی جگہ) مسجد الحرام کی حدود کے اندر ہے یا خارج، اور عورت حیض اور نفاس کی حالت میں اس جگہ جا سکتی ہے؟

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: مسعیٰ مسجد الحرام سے خارج ہے، چنانچہ امام محمد بن اسحاق خوارزمی حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

یعنی، جان لیجئے کہ بیت اللہ مسجد الحرام کے وسط میں ہے اور مسجد الحرام مکہ معظّمہ کے وسط میں ہے، اور صفا مشرق کی جانب مسجد الحرام سے خارج ہے اور صفا جہتِ جنوب میں ہے اور مروہ اسی طرح (مسجد الحرام سے خارج) جانبِ شمالی میں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مسعیٰ

---

۱۴ [illegible]

(سعی کی جگہ) مسجد سے خارج ہے۔[۱۵]

اور مسعیٰ جب مسجد سے خارج ہے تو حائضہ ونفساء عورت کو وہاں جانے کی ممانعت بھی نہیں کیونکہ ممانعت تو دُخولِ مسجد سے ہے۔

حالتِ حیض میں سعی کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت نے طوافِ زیارت کرلیا اور اس کو ماہواری شروع ہوگئی تو کیا وہ اس حالت میں سعی کرسکتی ہے اور اگر وہ اس حال میں سعی کرلے تو اس پر کچھ لازم تو نہیں آئے گا؟

(السائل: محمد سہیل قادری از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ عورت اس حالت میں صفا ومروہ کی مابین سعی کرسکتی ہے اور اگر کرلے تو نہ اس پر کچھ لازم ہوگا اور نہ ہی وہ گنہگار ہوگی، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

> عورت کو جمیع افعال حج وعمرہ کی ادائیگی جائز ہے جیسے احرام باندھنا، وقوف عرفات اور صفا ومروہ کے مابین سعی کرنا وغیرہا سوائے طواف کعبہ کے۔[۱۶]

خلیفۂ امام اہلسنّت حضرت مولانا محمد سلیمان اشرف لکھتے ہیں:

> کیونکہ سعی کے لئے طہارت واجب نہیں مستحب ہے اس لئے حائض و نفساء اور جنبی کو بھی سعی کی اجازت ہے، قاعدہ کلیہ طہارت و عدم طہارت کا مناسکِ حج میں یہ ہے کہ جو اعمال مسجد الحرام میں ادا ہوں گے اُن کے لئے طہارت واجب ہے اور جو اعمال مسجد الحرام سے خارج

---

۱۵ (اثارۃ الترغیب والتشویق إلی المساجد الثلاثة والبیت العتیق، القسم الأول، الفصل الخامس و الخمسون فی ذکر ماجاء فی بناء المسجد الحرام إلخ، ص:۳۰۲)

۱۶ (حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول، فصل پنجم در کیفیت احرام زنان، ص:۸۳)

ادا کئے جائیں گے ان کے لئے طہارت مستحب و مستحسن ہے۔ (رسالہ الحج، ص: ۱۱۰)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۳ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ، ۲ جنوری ۲۰۰۷ء (F-337)

حیض کا اختتام اور منیٰ میں غسل کی صورت

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر حیض کا اختتام منیٰ میں ہو تو عام روٹین میں عورت کو اسی وقت نہانا ہوتا ہے وہاں غسل خانوں کی نوعیت کے پیش نظر عورت کیا کرے؟

(السائل: خواتین از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: منیٰ، عرفات یا مزدلفہ میں ادا کئے جانے والے مناسکِ حج میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو حالتِ حیض میں یا حیض ختم ہونے کے بعد غسل نہ کرنے کی حالت میں ادا نہ ہو سکے اور نماز کی ادائیگی حالتِ حیض میں ویسے ہی ممنوع ہے اور حیض کے ختم ہونے کے بعد نماز ادا کرنے کے لئے عورت پر فرض ہے کہ وہ غسل کرے کیونکہ بغیر غسل کے نماز نہ ہوگی اور وہاں موجود غسل خانوں میں غسل کیا جا سکتا ہے صرف نماز کے اوقات میں رش ہوتا ہے دیگر اوقات میں بھیڑ نہیں ہوتی اور جہاں تک غسل خانوں میں بدن یا کپڑوں کے ناپاک ہونے کا احتمال ہے تو اس کے لئے غسل سے قبل غسل خانے کو پانی سے دھو لیا جائے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٤ ذو الحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ دیسمبر ٢٠٠٦ م (F-318)

منیٰ میں غسل فرض ہونے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سردی کا موسم ہے اور منیٰ میں گرم پانی موجود نہ ہو تو ایک خاتون کا کہنا ہے ٹھنڈے پانی سے جوڑوں کے درد شروع ہو جاتا ہے اور جسم اکڑ جاتا ہے جس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اب اُسے اگر ماہواری کے بند ہونے پر غسل کرنا ہو تو کس طرح پاک ہوگی، کیا تیمّم کی اجازت ہے؟

(السائل: خاتون از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں سوال سے ظاہر ہے کہ ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے گرم پانی نہیں کرتا تو اس صورت میں گرم پانی سے غسل ضروری ہوگا، تیمّم جائز نہیں اور فی زمانہ موسم سرما میں منیٰ میں گرم پانی موجود ہوتا ہے اگر زیادہ گرم نہ ہو تو ٹھنڈا بھی نہیں ہوگا اور اگر غسل خانہ میں موجود پانی گرم نہ ہو تو پانی گرم کیا جاسکتا ہے۔ پھر بھی شک ہو کہ گرم پانی میسر آئے گا یا نہیں تو ایک عدد بالٹی یا ٹب اور الیکٹرک ہیٹر ساتھ لے جایا جا سکتا ہے، اور وہاں پر بجلی موجود ہوتی ہے اس سے پانی گرم کیا جا سکتا ہے اور پھر چند خیموں کے بعد ایک کچن بنا ہوا ہے جہاں ایام منیٰ میں کھانا وغیرہ پکتا ہے عورت اپنے مُحرِم یا شوہر کے ذریعے وہاں سے پانی گرم کروا سکتی ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو اگر عورت منیٰ میں ہے تو منیٰ سے مکہ دُور نہیں مکہ آکر غسل کر سکتی ہے بہر حال اُسے غسل کرنا ہوگا۔ ہاں اگر کسی ایسی جگہ ہو جہاں گرم پانی کے حصول پر قدرت نہ ہو اور ٹھنڈا پانی ضرر دیتا ہو تو تیمّم جائز ہوگا۔ اس صورت میں غسل کے لئے تیمّم کرنا جائز ہوگا اور گرمی کے موسم یا گرمی کے وقت پانی ضرر نہ دیتا ہو تو ایسے وقت میں تیمّم کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ غسل لازم ہوگا، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

> بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم سے وضو اور غسل ضروری ہے، ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمّم کرے۔ یونہی ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نہیں، تو ٹھنڈے وقت تیمّم کرے اور پھر جب گرم وقت

آئے تو آئندہ نماز کے لئے وضو کر لینا چاہئے جو نماز اس تیمم سے پڑھ لی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[17]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

يوم الأحد، ٤ ذوالحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ ديسمبر ٢٠٠٦ م (F-321)

تقصیر میں ایک پورے سے کم بال کٹوانے کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون نے افعالِ عمرہ پورے کرنے کے بعد اپنے سر کے چند بال تقریباً 30، 35 ہوں گے ایک پورے کے برابر کٹوائے اس کے بعد اس نے احرام کی پابندی ختم کر دی اور اسے ابھی بارہ گھنٹے نہیں گزرے ہوں گے اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا وہ اتنے بال کٹوانے سے احرام سے باہر ہوگئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو اس پر کیا لازم ہے، جب کہ اس نے سوائے بے خوشبو کے صرف سے کپڑے دھونے اور رات کو سونے کے اور جس میں منہ ڈھکا ہوگا کچھ نہیں کیا؟

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس عورت پر لازم ہے کہ وہ پہلی فرصت میں تقصیر کروائے کہ پُورے سر کے بال جمع کر کے تین حصے کر لیں پھر ایک حصہ کو لے کر انگلی کے پُورے سے کچھ زائد کاٹ دے کیونکہ جس طرح اس نے بال کٹوائے تھے وہ تقصیر کے لئے کافی نہیں، اس کے بعد سونے میں منہ ڈھکنے کی وجہ سے اس پر ایک صدقہ لازم ہوگا جو اگر مکہ مکرمہ ہی میں ادا کرنا چاہیں تو اس سال (یعنی ۱۴۲۸ھ۔۲۰۰۶م) کے حساب سے صدقہ تقریباً پانچ ریال ہوگا نیز اسے اپنے شہر جا کر جو وہاں فطرے کی رقم بنتی ہے اپنی ہی کرنسی میں صدقہ ادا کر سکتی ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ پورے چار پہر یعنی 12 گھنٹے منہ ڈھکنا نہ پایا گیا ہو ورنہ دم لازم ہوگا۔ اور بے خوشبو کے صَرف سے کپڑے دھونے میں کچھ کفارہ لازم نہ آئے گا۔ ہاں اگر کوئی بے خوشبو کے صابن یا صرف کے استعمال کے وقت مَیل

[17] (بہار شریعت، تیمم کے مسائل، ۱/۱/۳۸)

چھڑانے کی نیت کرے گا تو مکروہ تنزیہی ہوگا کہ جس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آتا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۵ ذوالحجۃ ۱۴۲۷ھ، ۲۵ دیسمبر ۲۰۰۶م (F-330)

عورت کا تقصیر سے قبل کنگھی کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ مسجد عائشہ گیا ہم نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا مکہ آ کر طواف کعبہ کیا اور سعی بھی کر لی اب میری بیوی نے تقصیر سے قبل اپنے بالوں کو کنگھی دی تاکہ بال سیدھے ہو جائیں پھر قصر کروایا تو کیا اس صورت میں اس پر کچھ لازم آئے گا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں دیکھا جائے گا کہ کنگھی سے بال ٹوٹے ہیں یا نہیں، اگر نہ ٹوٹے ہوں تو اس پر کچھ نہیں، سوائے اس کے کہ اس نے بُرا کیا کیونکہ قصر یا حلق سے قبل احرام برقرار رہتا ہے اور حالتِ احرام میں زینت ممنوع ہے اور کنگھی دینا زینت ہے، اور اس میں بال ٹوٹنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور اگر کنگھی دینے سے بال ٹوٹے ہوں تو دیکھا جائے گا کتنے ٹوٹے ہیں اگر ایک، یا دو یا تین ہوں تو ہر بال کے بدلے کھجور صدقہ کرے، یا مٹھی بھر گندم صدقہ کرے اور اگر تین سے زائد ہوں تو صدقہ فطر کی مقدار گندم یا جو یا ان کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگی اور یہ مقدار چوتھائی سر تک رہتی ہے، چوتھائی سر کی مقدار ہونے پر دم لازم آتا ہے۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

> پس اگر تین بال تک ہوں تو ایک مٹھی گندم دے دے، یا ہر بال کے عوض ایک کھجور صدقہ دے، اور اگر تین بالوں سے زائد گریں نصف صاع گندم صدقہ دے، یہ مقدار چوتھائی سر یا داڑھی کے بقدر نہ ہو تو نصف صاع (یعنی تقریباً دو کلوگرام) گندم ہی دیا جائے گا، چوتھائی کی مقدار کو

پہنچ جائے تو بدن ذبح کرنی لازم ہوگی۔ [۱۸]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعہ، ۲ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ، ۲۲دسمبر ۲۰۰۶م (ح-۱۱۰)

مُحرِمہ کا بھولے سے قلیل مدت کے لئے اپنے چہرے کو کپڑے یا ٹشو پیپر سے چھپانا چُھپانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محرمہ نے بھولے سے کپڑے سے منہ صاف کیا اور اس کا کچھ یا پورا منہ کچھ وقت کے لئے چھُپ گیا تو اس صورت میں اس پر کچھ لازم آئے گا یا نہیں؟ اور اگر ٹشو پیپر وغیرہ سے ناک صاف کرنے کی حاجت پیش آجائے تو وہ ناک کو کس طرح صاف کرے اور اگر چہرے پر پسینہ شدید ہو تو اُسے ٹشو پیپر وغیرہ سے کیسے صاف کرے؟

(السائل: C/O محمد عارف عطاری، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: منہ کی ٹکلی پوری چھُپے یا چوتھائی اگر لگاتار چار پہر ہو تو دم لازم آتا ہے اس سے کم ہو تو صدقہ چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ "فتاوی عالمگیری" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> مرد یا عورت نے مونھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھُپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھُپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔ [۱۹]

اس صورت میں اس نے یا تو پورے یا چوتھائی چہرہ کو چھپایا ہوگا اور ظاہر ہے کہ چہرہ کا چُھپانا قلیل مُدّت کے لئے پایا گیا اس لئے اس پر صرف صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر چوتھائی چہرہ

---

۱۸ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول فصل ششم دربیان محرمات احرام، ص:۸۵)

۱۹ (بہار شریعت، جرم اور ان کے کفارے کا بیان۔ ۶/۱/۵۰۱تا۵۰۲)

سے کم چہرہ کو چُھپانا پایا گیا اور مُدّت قلیل ہے تو اس پر صدقہ بھی لازم نہ ہوگا۔

یاد رہے کہ لزومِ جزا میں چہرے کا اپنے فعل سے چھپنا اور کسی دوسرے کے فعل سے چُھپنا ایک ہی حکم رکھتا ہے ہاں لزومِ گناہ میں دونوں میں فرق ہے کہ پہلی صورت میں میں محظورِ احرام کا مُرتکِب ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگا جب کہ دوسری صورت میں گنہگار نہ ہوگا۔

اور بے خوشبو کے ٹشو پیپر وغیرہ سے بوقت حاجت ناک صاف کرنے میں حرج نہیں جب کہ صاف کرتے وقت ٹشو پیپر چوتھائی چہرے کو نہ چُھپائے تو مُحرِم کو چاہئے کہ ایسی صورت میں کامل احتیاط سے کام لے ٹشو پیپر وغیرہ کو ایک جگہ جمع کر کے تہہ کر لے تا کہ چہرے پر پھیلنے سے چہرہ کے ڈھکنے کا احتمال نہ رہے اور ناک کے اسی مقام پر اُسے لگائے جہاں اس نے صاف کرنی ہے۔ اسی طرح اگر پسینہ وغیرہ پونچھنے کی حاجت پیش آئے تو بھی ٹشو پیپر کو ہاتھ سے جمع کر کے یکے بعد دیگرے چہرے کے تھوڑے تھوڑے حصے پر مَس کرتا جائے اس طرح وہ پسینے کو خشک کر لے اُسے پھیلا کر پسینے کو صاف نہ کرے کہ اس میں چہرے کا ڈھکنا پایا جائے گا جو کہ احرام کی حالت میں مرد وعورت دونوں کے لئے ممنوع ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۵ ذی القعدۃ ۱۴۲۷ھ، ۱۶ دسمبر ۲۰۰۶م (294-F)

دورانِ سعی زوجین کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کو چُھونا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیوی نے اپنے شوہر کا ہاتھ تھامے عمرہ کی سعی کر رہا تھا کہ اُسے شہوت پیدا ہوگئی، اس صورت میں اس کا عمرہ صحیح ہوا یا نہیں اور اس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں دم لازم ہوگا چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، شہوت کے ساتھ مباشرت کی یا بوسہ لیا یا چھُوا تو تمام صورتوں میں اس پر دم لازم ہے جیسا کہ مبسوط، ہدایہ، کافی، بدائع اور شرح المجمع وغیرہا میں ہے۔[۲۰]

اور اس فعل سے اگر عورت کو بھی لذت کا احساس ہوا ہو تو اس پر بھی دم لازم ہے چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ "جوهرة النيرة" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

مرد کے ان افعال سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دم دے۔[۲۱]

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ "در مختار" اور "رد المحتار" (۵۵٤/۲) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن کو مس کرنے میں دم ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔[۲۲]

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الخميس، ١ ذوالحجه ١٤٢٧ھ، ٢١ ديسمبر ٢٠٠٦ م (310-F)

عورت کن کن مردوں کے ساتھ سفر حج وعمرہ کے لئے جا سکتی ہے

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت اپنے داماد کے ساتھ حج یا عمرہ کے لئے جا سکتی ہے نیز کن کن کے ساتھ اس کا یہ سفر جائز ہے؟

(السائل: محمد سلیم برکاتی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: داماد کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے اور عورت ہر اس مرد کے ساتھ سفر کر سکتی ہے جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، چنانچہ علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ ہر اس مرد کے ساتھ سفر کو نکلے کہ جس سے

---

۲۰ (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فی حكم دواعی الجماع۔ ص: ۳۸۰)

۲۱ (بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، ۱۰۶/۶/۱)

۲۲ (بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان [illegible])

اس کا نکاح نسب یا رضاعت، یا مصاہرت (سُسرالی رشتے) کی وجہ

سے ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔[۲۳]

لیکن عورت اگر جوان ہو تو اُسے اپنے داماد سے دُور رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲ جمادی الأولی ۱٤۲۸ھ، ۱۹ مایو ۲۰۰۷ م (374-F)

بغیر محرم کے سفرِ حج کا شرعی حکم اور حکومت کی حج پالیسی

الاستفتاء: محترم علّامہ صاحب، عورت کے بغیر محرم کے سفرِ حج کی ادائیگی کا شرعی حکم اور حکومت کی حج پالیسی، اس کے بارے میں مدلّل جواب عنایت فرمائیں۔ قرآن و حدیث اور ائمہ کے اقوال کی روشنی میں جواب دیں۔ مزید یہ کہ گذشتہ حکومتیں اور موجودہ حکومت نے جو اس سلسلے میں اقدام کئے انہیں بھی واضح کر کے ممنون فرمائیں۔ آیا حکومت کی پالیسی اسلام کے قوانین کے مطابق ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو اسے صحیح کرنے کیلئے اپنی ذاتی آراء سے نوازیں۔ مزید یہ کہ اس موضوع پر کن کُتُب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

(السائل: محمد حسین، از جامع مسجد ربّانی، کھوکھراپار نمبر ۴، ملیر، کراچی)

باسمہ سبحانہ تعالی و تقدس: جس عورت کو حج کے لئے شرعی سفر کرنا پڑے اور اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں۔

سفر کی قسمیں: کیونکہ سفر کی دُو قسمیں ہیں: ایک اضطراری ہے اور دوسرا اختیاری۔ اضطراری سفر کا حکم یہ ہے کہ اس کے لئے محرم یا شوہر کی کوئی قید نہیں جیسا کہ علامہ شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

"اور ہجرت کرنے والی عورت کا مسئلہ جُدا ہے کیونکہ وہ اختیاراً نہیں بلکہ اضطراراً نجات حاصل کرنے کے لئے جا رہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر اس کو راستہ میں مسلمانوں کا لشکر مل جائے اور اس کو پناہ اور امن

۲۳۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، ۲/۲٤۳)

حاصل ہو جائے تو اب بغیر محرم کے جانا اس کے لئے جائز نہیں ہے اور پہلے اپنی جان بچانے کے لئے اس کا جانا اضطراراً تھا"۔ ۲۴

اور اختیاری سفر کا حکم یہ ہے کہ بغیر محرم یا شوہر کے عورت تین دن یا اس سے زائد کا سفر نہیں کر سکتی اور حج کا سفر اختیاری ہے اضطراری نہیں۔

قرآن: قرآن میں ہے:

﴿لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً﴾ ۲۵

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے حج اس پر فرض فرمایا جو استطاعت رکھتا ہو تو جیسے کسی کے پاس زادِ راہ نہ ہو تو اس میں حج کی استطاعت نہیں ہوتی، اور جو عاقل و بالغ نہ ہو اس میں بھی استطاعت نہیں ہوتی، اسی طرح وہ عورت جس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر نہ ہو اس میں بھی حج کی استطاعت نہیں کیونکہ عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا حرام ہے اور یہ اس وقت ہے جب عورت کو حج کے لئے شرعی سفر کرنا پڑے (یعنی عورت کی رہائش اور حرم مکہ کے درمیان تین دن پیدل سفر کی مسافت ہو)۔

احادیث: چنانچہ حدیث شریف میں ہے

۱۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال: "لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا، إِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ"۔ ۲۶

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔

---

۲۴ (المبسوط، ۱۱۱/٤)

۲۵ (ال عمران: ۹۷)

۲۶ [illegible]

اور حج کا سفر اختیاری ہے اضطراری نہیں اس لئے اسے بغیر شوہر یا مَحرم کے جانا شرعاً جائز نہیں جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہے اور احناف کا یہی نظریہ ہے چنانچہ امام شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک بغیر شوہر یا مَحرم کے عورت کا سفر حج پر جانا جائز نہیں''۔[27]

اسی لئے احناف کے نزدیک مَحرم یا شوہر کا ساتھ ہونا عورت پر وجوبِ حج کی شرائط میں سے ہے یعنی جب عورت اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو تو عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شرط ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا اس کا مَحرم ہو اگر یہ شرط پائی گئی تو حج فرض ہوگا اور اگر نہ پائی گئی تو حج بھی فرض نہیں بالکل اسی طرح جیسے بالغ ہونا وجوبِ حج کی شرط ہے تو نابالغ پر حج فرض نہیں کیونکہ وجوبِ حج کی ایک شرط بلوغ مفقود ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ لکھتے ہیں:

یعنی، وجوبِ حج کی شرائط میں سے عورت کے لئے مَحرم (یا شوہر) کا ساتھ ہونا ہے عورت چاہے جوان ہو یا بوڑھی جبکہ اس کے اور مکہ مکرمہ کے مابین تین دن کی مسافت ہو اسی طرح ''محیط'' میں ہے۔[28]

اور اس معاملے حکومت کی پالیسی بھی وہی ہے جو ہم احناف کا مذہب ہے یعنی قانوناً بھی ہر اس عورت کو حج کے سفر پر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی جس کے ساتھ مَحرم یا شوہر نہ ہو۔ ہاں عورت اگر بغیر محرم کے حج کا سفر کر لیتی ہے تو گناہگار ہوگی مگر اس کا حج ادا ہو جائے گا، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی ''جوہرہ'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گناہگار ہوئی مگر حج کرے گی تو حج ادا ہو جائے گا۔[29]

---

[27] (المبسوط، ۱۱۱/۴)

[28] (الفتاوی الھندیہ، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیته ووقته وشرائطه إلخ، ۲۱۷/۱، ۲۱۹)

[29] (بہارشریعت، وجوب ادا کے شرائط، ۱۲/۶/۱)

نیز وہ عورت کہ جو استطاعت رکھتی ہے مگر اس کا کوئی محرم اپنے خرچ پر اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں اس صورت میں عورت پر یہ لازم ہے کہ محرم کا نفقہ بھی برداشت کرے اور اگر وہ دونوں (یعنی اپنے اور ساتھ جانے والے محرم) کے سفری اخراجات پر قدرت نہیں رکھتی تو ایسی صورت میں اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی ''در مختار'' اور ''رد المحتار'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

محرم کے ساتھ جائے تو اس (محرم) کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہٰذا اب یہ شرط ہے کہ وہ اپنے اور محرم کے نفقہ پر قادر ہو۔[۳۰]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۸/محرم الحرام ۱۴۲۳ھ، ۳ اپریل ۲۰۰۲ء (JIA_235)

عورتوں کا باآواز بلند تلبیہ پڑھنا اور دعائیں مانگنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت احرام باندھنے کے بعد تلبیہ اور دعائیں کتنی آواز کے ساتھ پڑھے، بعض عورتوں کو دیکھا ہے خصوصاً طواف میں باآواز بلند دعائیں پڑھتی ہیں، بسا اوقات تو ایک آگے زور سے پڑھ رہی ہوتی ہے باقی اس سے سُن کر پڑھتی ہیں اور کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت و مرد طواف کر رہے ہوتے ہیں عورت آگے پڑھ رہی ہوتی ہے اور مرد اس سے سُن کر اس کے ساتھ پڑھ رہا ہوتا ہے؟

(السائل: محمد سلیم گھانچی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: ان کا یہ فعل شرعاً ممنوع ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے، چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن سفیان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

عورت تلبیہ کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند نہ کرے، کیونکہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی آواز سُنی تو ارشاد فرمایا: ''حلق میں

---

۳۰ (بہار شریعت، حصہ [illegible])

درد ہو"، یعنی درد پیدا کر دے اللہ، تو اس عورت کے حلق میں درد ہو گیا،

اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عورت کی آواز فتنہ کا سبب ہے۔[31]

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

تیسرا یہ کہ عورت تلبیہ کہتے ہوئے اپنی آواز بلند نہ کرے گی بخلاف مرد کے۔[32]

تو ثابت ہوا کہ عورت کو تلبیہ اتنی آواز سے کہنی ہے کہ اس کی آواز خود اس کے اپنے کانوں تک آئے بشرطیکہ فضاء میں شور نہ ہو، اور دیگر اذکار اور دعاؤں میں بھی عورت کے لئے یہی حکم ہے، اس کا خلاف کرنے والی خواتین اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی بجائے اسے ناراض کرنے والا کام کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، آمین

والله تعالى أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٤ ذو الحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ دیسمبر ٢٠٠٦ م (326-F)

حالتِ حیض میں عورت احرام کیسے باندھے اور افعال حج کیسے ادا کرے؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مکہ مکرمہ میں عورت اگر حج کا احرام باندھنے کے وقت حالتِ حیض میں ہو تو احرام کیسے باندھے اور حج کے باقی افعال کیسے ادا کرے؟

(السائل: خواتین لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: احرام باندھنے کے وقت عورت اگر حالتِ حیض میں ہو تو وہ اسی حالت میں احرام باندھے گی اس طرح کہ غسل کرے گی اور اپنی رہائش گاہ سے بغیر نفل پڑھے حج کے احرام کی نیت کرے گی اور تلبیہ کہے گی، احرام کی نیت سے تلبیہ کہتے ہوئے وہ احرام والی ہو جائے گی کہ اس حالت میں اُسے کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں،

---

[31] (المسالك فى المناسك، القسم الثانى، فصل فى احرام المرأة ولأفعال فيه، ۳۵۱/۱)
[32] (حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، فصل پنجم ص ۸۲)

نہ فرض، نہ نفل اور نہ ہی تلاوتِ قرآن، اسی طرح حیض کی وجہ سے منیٰ روانگی سے قبل نفلی طواف بھی نہیں کرے گی کہ اس حالت میں اُسے مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے اس لئے طواف کرنا بھی ممنوع ہے اور یہ طواف نفل ہے اس لئے اس کے بعذر اور بلا عذر ترک پر اس پر کوئی جزا بھی لازم نہیں آتی، اور وہ عورت آٹھ تاریخ کو منیٰ میں ہوگی تو دعاء واستغفار کرتی رہے درود شریف پڑھتی رہے، اسی طرح نو تاریخ کو عرفات میں وقوف کرے اور حالتِ حیض وقوفِ عرفہ کو مانع نہیں وہاں بھی دُعا واستغفار کرے پھر مزدلفہ میں رات کا قیام اور صبح صادق کے بعد کا وقوف کرے ہر جگہ نماز نہ پڑھے اور قرآن نہ پڑھے کہ اس حالت میں ممنوع ہیں رمی کرے اور قربانی کے بعد قصر کروا کر احرام سے فارغ ہو جائے پھر حیض اگر دس تاریخ کو بند ہو تو غسل کر کے اپنی سہولت کے ساتھ طوافِ زیارت کر لے اور اگر گیارہ کو بند ہو جائے تو گیارہ کو طوافِ زیارت کرے اور گیارہ اور بارہ تاریخ کو رمی کا وقت ہم احناف کے نزدیک زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے اگرچہ غروبِ آفتاب تک مسنون اور اس کے بعد بلا عذر شرعی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اس لئے گیارہ اور بارہ کی رمی بھی ان اوقات کے اندر کرے اور اگر حیض بارہ تاریخ کو ختم ہو تو دیکھا جائے گا کہ کس وقت ختم ہوا، اگر اس تاریخ کو غروب آفتاب سے اتنا قبل ختم ہوا کہ غسل کر کے غروب سے قبل چار پھیرے طواف کر سکتی تھی تو واجب ہے کہ وہ کرے کوتاہی کی صورت میں دم لازم ہو جائے گا اور حیض غروبِ آفتاب سے اتنا قبل ختم ہوا کہ غسل کر کے چار پھیرے طواف کے نہ ہو سکتے تھے یا غروبِ آفتاب کے بعد ختم ہو تو دونوں صورتوں میں اس پر کچھ لازم نہ ہوگا جب بھی حیض سے پاک ہو غسل کر کے طوافِ زیارت کرے کہ فرض ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأحد، ٤ ذو الحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ ديسمبر ٢٠٠٦ م (319-F)

حالتِ حیض میں حج میں کون کون سے افعال ممنوع ہیں؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ وہ عورت جسے ماہواری آجائے تو ایامِ حج میں وہ کون کون سے اعمال کر سکتی ہے اور کس کس فعل

شرع مطہرہ نے روکا ہے اور اگر عورت اس حالت میں طواف کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

> حائضہ عورت کو حج وعمرہ سے تمام افعال احرام، وقوفِ عرفات، صفا و مروہ کے مابین سعی وغیرہ جائز ہیں سوائے طوافِ کعبہ کے کہ وہ جائز نہیں، اور خاص حائضہ عورت کے لئے طواف کے عدم جواز سے مراد یہ (یعنی طواف) کرنا ہے نہ یہ کہ (اگر کیا تو) بالکل صحیح ہوگا ہی نہیں۔[۳۳]

اور حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرنے کی صورت میں اس پر بدنہ لازم ہوگا یعنی جو جُرم اس سے سرزد ہوا ہے اس کی سزا یہ ہوگی کہ سرزمینِ حرم میں اونٹ یا گائے ذبح کرے اور سچی توبہ بھی کرے۔ اور اگر ابھی مکہ میں ہی تھی کہ ماہواری ختم ہوگئی تو اس پر واجب ہوگا کہ طوافِ زیارت کا اعادہ کرے اور اعادہ کرنے کی صورت میں بدنہ ساقط ہو جائے گا اور پھر بھی توبہ کرنی ہوگی۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

> عورت نے طواف کیا پھر اس کا خون اس کی عادت کے ایام میں دوبارہ آگیا تو اس کا طواف صحیح ہوگیا اور اُسے بدنہ لازم ہوگیا اور وہ گنہگار ہوئی یعنی دونوں وجوہ مسجد میں داخل ہونے اور اس حالت میں طواف کرنے سے اور اس پر دم لازم ہے کہ پاک ہو کر طواف کا اعادہ کرے، پس اگر وہ اعادہ کر لیتی ہے تو اس پر سے وہ ساقط ہو گیا جو واجب ہو یعنی بدنہ اور اس پر معصیت کی جہت سے توبہ لازم ہے اگرچہ بدنہ دے دے۔[۳۴]

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

ذوالحجۃ ۱۴۲۷ھ، ینایر ۲۰۰۷م (355-F)

---

۳۳ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، فصل پنجم، ص:۸۳)

۳۴ (المسالك المتقسط فی المسلك المتوسط، فصل: حائض طهرت فی أيام النحر، ص:۳۸۸)

حج سے بارہ روز قبل عمرہ کے احرام کی حالت میں حیض کا آجانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حج تمتع کے ارادے سے مکہ مکرمہ پہنچی کہ اس کے ایام ماہواری شروع ہو گئے اب وہ کیا کرے؟ جب کہ حج کو ابھی بارہ یا تیرہ دن باقی ہیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس عورت کو چاہئے کہ وہ احرام کی پابندی میں رہے، یہاں تک کہ اس کی ماہواری ختم ہو اور ماہواری ختم ہونے کے بعد غسل کرے اور غسل میں میل نہ چھڑائے کہ وہ حالتِ احرام میں ہے اور اس حالت میں بدن سے میل چھڑانا ممنوع ہے، کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو حاجی کا احرام میں پراگندہ سر اور مَیلا کُچیلا رہنا پسند ہے، جیسا کہ ابو حسین بن مسعود البغوی متوفی ۴۳۶ھ لکھتے ہیں:

يقول سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :ما الحاج؟ قال: الشعث التفل۔[۳۵]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ہے کہ ''کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! حاجی کو کیسا ہونا چاہئے؟ فرمایا: ''پراگندہ سر، مَیلا کُچیلا'' الخ

پھر عمرہ ادا کر کے اپنے احرام کو کھولے اور منیٰ روانگی سے قبل حج کا احرام باندھے

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۹ ذی القعدة ۱۴۲۷ھ، ۲۰ دیسمبر ۲۰۰۶ م (304-F)

حائضہ کے لئے احرامِ حج کے وقت غسل کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم کراچی سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے، عمرہ کیا، احرام سے فارغ ہو گئے اب مکہ سے حج کا احرام باندھنا ہے اور احرام کے لئے غسل کا حکم ہے کیا وہ عورت بھی احرام کے لئے غسل کرے گی جو

---

[۳۵] شرح السنة للبغوی، کتاب الحج، باب وجوب الحج إلخ، برقم: ۹/۴،۱۸۴

اس وقت ماہواری میں ہو؟ (السائل: حاجی از لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حائضہ عورت کے لئے احرام سے قبل غسل کرنا مستحب و مستحسن ہے کیونکہ وہ حائضہ جو حجِ افراد کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہو اس کے لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ وہ بھی غسل کرے تو جب حالتِ احرام میں حائضہ کو دخولِ مکہ کے لئے غسل کا حکم ہے تو احرام سے قبل بطریقِ اَولیٰ اسے غسل کا حکم دیا جائے گا مگر یہ غسل فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

> اس طرح حائضہ اور نفاس والی عورت غسل کرے کیونکہ یہ غسل صفائی کے لئے ہے نہ کہ نماز کے لئے، اور نبی ﷺ نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مکہ داخل ہوتے وقت غسل کا حکم فرمایا، حالانکہ وہ حیض سے تھیں۔[۳۶]

اور بغیر غسل کئے احرام باندھنا مکروہ تنزیہی ہے اگر چہ عورت حائضہ یا نفاس والی ہو اسی طرح مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ کی کتاب "حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب" کے باب اول، فصل ہفتم میں ہے۔ کیونکہ اس وقت غسل مسنون ہے اور سنّت کا خلاف مکروہ تنزیہی ہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۵ ذوالحجۃ ۱۴۲۷ھ، ۲۵ دیسمبر ۲۰۰۶م (331-F)

عورت حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کرلے تو حج کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ساتھ خواتین میں سے ایک خاتون کے ایام چل رہے ہیں، اس وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور وقتِ روانگی بھی قریب ہے، امید نہیں کہ پاک ہوسکے اور یہ طواف فرض ہے، اس صورت

۳۶۔ (المسالك في المناسك، القسم الثاني في بيان نسك الحج۔ الخ، فصل منه، ص: ۳۷۴)

اس فرض کو ادا کرنے کے لئے اگر طوافِ زیارت کر لے تو فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی صورت پیش آ جائے تو روانگی مؤخّر کروانی چاہئے اور ائیر لائن والے، پاکستانی سفارت خانے والے، مکتب کے معلّم اور مؤسسہ والے، سب کے سب اس اضطراری امر اور عورت کی مجبوری کو بخوبی سمجھتے ہیں کیونکہ چاروں مذاہب میں حتی کہ وہاں کے مقامی علماء کے ہاں بھی طوافِ زیارت کئے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا اور پھر کوئی حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے جواز کے قائل بھی نہیں اور پھر یہ مسئلہ کثیر الوقوع بھی ہے، اس لئے روانگی مؤخّر کروانا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اور بسا اوقات عورت روانگی مؤخّر کروانے پر راضی نہیں ہوتی تو اس صورت میں اُسے سمجھایا جائے کہ تیرا حج پورا نہیں ہوا کیونکہ حج کا ایک فرض ابھی باقی ہے۔ اور تیرے یہاں آنے، اتنا سفر کرنے، مشقّت اٹھانے، اتنا روپیہ خرچ کرنے کا کیا مقصد جب حج ہی پورا نہ ہو۔ اور جو فرض باقی ہے اس کو ادا کئے بغیر عورت مرد پر کبھی حلال نہیں ہوتی۔ اس طرح کی باتیں کر کے اُسے راضی کیا جائے اور سوال میں جس صورت کے بارے میں پوچھا گیا ہے اسے انتہائی مجبوری کی حالت میں اختیار کیا جائے جب اور کوئی چارہ نہ ہو۔ اور صورت مسئولہ میں جواب یہ ہے کہ وہ عورت اگر اسی حال میں طواف کر لے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا اور بدنہ بھی لازم ہو گا یعنی اس پر لازم ہے کہ ایک گائے یا اونٹ اس حال میں طوافِ زیارت کرنے کے جرمانے کے طور پر حدودِ حرم میں ذبح کروائے اور ساتھ توبہ بھی کرے کہ اس حال میں طواف کرنا گناہ ہے۔

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

حائضہ عورت کو حج وعمرہ کے تمام افعال جیسے احرام، وقوفِ عرفات، سعی سب کرنا جائز ہے سوائے طوافِ کعبہ کے کہ وہ جائز نہیں اور جائز نہ ہونے سے مراد اس کے فعل کا حرام ہونا ہے نہ یہ کہ اصلاً ادا ہی نہیں ہو گا،

چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج نے اپنی ''منسک'' میں لکھا طوافِ زیارت کی

ادائیگی سے قبل کسی عورت کو حیض آ جائے اور اس کے رفقاء اس کے پاک ہونے سے قبل وطن لوٹنے لگیں تو وہ عورت کسی عالم کے پاس آ کر مسئلہ دریافت کرے کہ ایسی حالت میں طواف کروں یا نہ کروں اور اگر کرلوں تو میرا حج صحیح ہو جائے گا یا نہیں، تو اسے جواب میں بتانا چاہئے کہ تمہارا مسجد حرام میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز نہیں۔ اگر تم نے ایسا کرلیا تو گناہ کیا اور گنہگار ہوئیں لیکن تمہارا حج صحیح ہو گیا اور تم پر بدنہ یعنی ایک اونٹ یا گائے کو ذبح کرنا لازم ہے اور یہ مسئلہ اکثر درپیش آتا ہے اور عورتوں کو بڑی پریشانی ہوتی ہے اھ۔ ۳۷

اور مولانا علی قاری نے "شرح منسك متوسط" (۲۲۵) میں لکھا کہ اگر حیض والی طوافِ زیارت کرلے تو سقوطِ فرضیت کے لئے یہ طواف صحیح ہو جائے گا اور اس پر بدنہ (اونٹ یا گائے کو) ذبح کرنا لازم آئے گا اور مسجد میں بغیر پاکی کے داخل ہونے اور ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کا گناہ ہوگا۔ اور پاکی کی حالت میں اس طواف کا اعادہ اس پر لازم ہوگا۔ اگر اس نے اعادہ کرلیا تو یہ قربانی اس سے معاف ہو جائے گی، اور قربانی کے باوجود اس گناہ پر توبہ اس پر لازم ہوگی اھ۔ ۳۸

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الإثنين، ۱۹ ذو الحجة ۱۴۲۷ھ، ۸ يناير ۲۰۰۷م

(353-F)

۳۷ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، فصل پنجم، دربیان، کیفیت احرام زن، ص: ۸۳۔۸۴)

۳۸ (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، فصل: حائض طهرت فی آخر أيام

ماہواری ختم ہونے پر طوافِ زیارت کیا کہ پھر شروع ہوگئی

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو اس کی عادت کے مطابق پانچ دن ماہواری آچکی اس کے بعد اس نے پاک ہو کر غسل کرلیا، غسل کے بعد اس نے نماز شروع کر دی اور طوافِ زیارت بھی کرلیا، پھر ساتویں دن اسے دوبارہ ماہواری ہوگئی، اس صورت میں اس کا طواف درست ہوگیا یا نہیں اور اس عورت پر کچھ لازم ہوا یا نہیں؟ (السائل: محمد فتانی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ دوسری بار آنے والا خون ماہواری کے دس دن پورے ہونے پر یا دس پورے ہونے سے قبل ختم ہوا تو کیے ہوئے طواف سے فرض تو ادا ہوگیا مگر اس پر بدنہ یعنی گائے یا اونٹ کا ذبح کرنا لازم ہوگیا اور وہ گنہگار ہوئی، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۶ھ لکھتے ہیں:

> عورت نے طواف زیارت کرلیا پھر اس کی عادت کے ایام میں ماہواری کا خون دوبارہ آ گیا تو اس کا طواف صحیح ہوگیا اور اس پر بدنہ لازم ہوگیا اور وہ گنہگار ہوئی۔ یعنی دو وجوہ سے ایک مسجد میں داخل ہونے اور دوسری نفسِ طواف کی وجہ سے۔[۳۹]

اور اس پر لازم ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت دوبارہ کرے اگر وہ ایسا کرلیتی ہے تو اس پر سے بدنہ ساقط ہو جائے گا، چنانچہ لکھتے ہیں:

> اس پر لازم ہے کہ وہ پاک ہو کر طواف زیارت کا اعادہ کرے، پس اگر وہ اس کا اعادہ کرلیتی ہے تو اس پر سے وہ ساقط ہوگیا جو واجب ہوا تھا (یعنی بدنہ ساقط ہو جائے گا)۔[۴۰]

اور گناہ بہر حال باقی رہے گا جس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہوگی، چنانچہ مندرجہ بالا عبارت کے تحت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

۳۹؎ (المسلك المتقسط الى المنسك المتوسط، ص:۳۸۸)

یعنی، اس پر معصیت (گناہ) کی جہت سے سچی توبہ لازم ہے اگر بدنہ بھی دے دے۔ اھ[1]

اوراس صورت میں بظاہر عورت کا قصور تو نہیں کیونکہ اُسے عادۃً ماہواری آچکی اوراس نے غسل کرلیا پھر طوافِ زیارت کیا اور طواف کرلینے کے بعد حیض کی مدت یعنی دس دنوں کے اندر اُسے ماہواری دوبارہ شروع ہوگئی تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اس کا طواف صحیح ہوگا اور اس پر بدنہ لازم آیا اور وہ گنہگار ہوئی اور اگر وہ دوبارہ آئے ہوئے ماہواری کے خون کے ختم ہونے پر وہ غسل کرے اور طواف کرلے تو بدنہ ساقط ہوجائے گا توبہ بہر حال کرنی ہوگی، اور جو معصیت واقع ہوجانے کی وجہ سے توبہ کا حکم لگایا گیا ہے اس کے بارے میں اگر کہا جائے کہ شاید اس لئے کہ مدّت ماہواری جب دس دن ہے اور اس مدت میں طہر مُتخلّل بھی حیض ہی کہلاتا ہے تو اُسے اس مدت میں یعنی دس دن تک انتظار کرنا چاہئے تھا کہ مدت میں حیض کا احتمال باقی رہتا ہے اور اس صورت میں پھر یہ کہ عورت اپنی عادت کے مطابق ماہواری سے پاک ہوگئی اور طوافِ زیارت کا واجب وقت ابھی باقی ہے اور حیض کی مدت بھی ابھی باقی ہے پھر اگر وہ مدّتِ حیض گزار کر طوافِ زیارت کرتی ہے تو واجب وقت نکل جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ عورت نے قدرت وفرصت میسر آنے کے باوجود طوافِ زیارت اپنے وقت پر نہیں کیا جس کی بناء پر اس پر دم لازم آئے گا۔ تو اس کے باوجود توبہ کا حکم دیا گیا شاید یہ حکم احتیاط پر مبنی ہے۔

اور اگر دوسری بار آنے والا خون دس دن کے بعد تک جاری رہا تو کئے ہوئے طواف سے فرض ساقط ہوجائے گا اور اس صورت میں عورت پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ کہ وہ ماہواری نہیں بلکہ استحاضہ ہے جیسا کہ کُتبِ فقہ میں مذکور ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۱۸ ذوالحجة ۱٤۲۷ھ، ۷ینایر ۲۰۰۷م (352-F)

---

[1] ... فصل: حائض طهرت في آخر أيام النحر، ص:۳۸۸)

عورت اور طوافِ وداع

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طوافِ وداع واجب ہے، ایک عورت نے طوافِ زیارت کیا تو اس کے ایام شروع ہو گئے اسے اتنا موقع نہ ملا کہ اور طواف کرتی یہاں تک کہ اس کی وطن روانگی کا وقت آ گیا یا مدینہ منورہ روانہ ہو گئی تو اس صورت میں کیا کرے؟

(السائل: محمد سہیل قادری از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کو چاہئے کہ وہ طوافِ وداع نہ کرے اور وطن یا شیڈول کے مطابق مدینہ منورہ چلی جائے یہ طواف اگرچہ آفاقی کے لئے واجب ہے مگر حائضہ اور نفاس والی عورت سے یہ واجب ایسی صورت میں ساقط ہو جاتا ہے اور نہ اس واجب کے ترک پر گنہگار ہوتی ہے اور نہ ہی دم لازم آتا ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

> بارہواں یہ کہ اگر عورت کو طوافِ وداع ادا کرنے سے قبل ماہواری آ گئی اور وہ ابھی حیض سے پاک نہ ہوئی تھی کہ اس کے رفقاء نے اس کے شہر رجوع کا قصد کر لیا اور اس عورت کے پاک ہونے تک فرصت نہ دی تو اس عورت سے طوافِ وداع ساقط ہو جائے گا اور اُس پر اس کے ترک کی وجہ سے کچھ لازم نہ آئے گا۔ ۴۲

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ ''عالمگیری'' کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

> حیض والی مکہ سے جانے سے قبل پاک ہو گئی تو اس پر یہ طواف واجب ہے اور اگر جانے کے بعد پاک ہوئی تو اسے یہ ضرور نہیں کہ وہ واپس آئے اور واپس آئی تو طواف واجب ہو گیا جب کہ میقات سے باہر نہ ہوئی تھی۔ ۴۳

---

۴۲ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول، فصل پنجم، ص:۸۳)

۴۳ (بہار شریعت، طواف، حصہ [illegible])

یادرہے کہ طوافِ زیارت کے بعد اگر کوئی نفلی طواف کیا تھا تو اس سے طوافِ وداع ادا ہو گیا تھا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۳ ذو الحجۃ ۱٤۲۷ھ، ۲ ینایر ۲۰۰۷ م (F-338)

تقصیر سے قبل عورت کا اپنے سر کو ننگا کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون نے عمرہ کیا سعی اور قصر کروانے سے قبل احرام یعنی سر کا کپڑا کھول دیا پھر قصر کروایا کیا اس صورت میں اس پر کچھ لازم ہوگا؟ (السائل: غلام رسول بن عبدالعزیز، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا جب کہ تقصیر سے قبل ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب نہ کیا ہو، باقی رہا سر کے کپڑے کا کھولنا وہ تو وضو میں سر کے مسح کے لئے بھی کھولا جاتا ہے کہ اس کے کھولے بغیر مسح ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا سر سے کپڑا کھولنے سے اس کے احرام پر کوئی فرق نہیں پڑا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ٥ ذو الحجۃ ۱٤۲۷ھ، ۲٥ دیسمبر ۲۰۰٦ م (F-328)

احرام کے بغیر طواف میں عورت چہرہ نہیں کھولے گی

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طواف میں اکثر عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ چہرہ کھولے ہوئے ہوتی ہیں اور عورت کو احرام میں تو منہ کھلا رکھنے کا حکم ہے، عام طواف میں بھی کیا اس کا حکم ہے کہ وہ منہ کو کھلا رکھے؟

(السائل: نور بیگ از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: احرام میں عورت کو چہرہ کُھلا رکھنا ہے جیسا کہ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی (۳۸۵ م) روایت کرتے ہیں کہ:

"إِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا"☆☆

یعنی، عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔

اس لئے عورت جو طواف حالتِ احرام میں کرے گی اس میں تو اس کا چہرا کُھلا ہوگا مگر جو طواف حالتِ احرام میں نہ ہو اس میں چہرے کو کھلا رکھنے کا حکم نہیں فتنہ کا سبب ہے لہٰذا عام حالت میں عورت نفلی طواف کرے تو اُسے اپنے چہرے کو چُھپانا ہوگا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۸ ذو الحجۃ ۱۴۲۷ھ، ۲۸ دیسمبر ۲۰۰۶ م (334-F)

عورت سفر حج میں بیوہ ہو جائے تو مناسکِ حج ادا کرے یا نہ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت سفر حج میں بیوہ ہو جائے تو کیا اس کو عدت کی حالت میں منیٰ عرفات اور مدینہ طیبہ وغیرہ جانا جائز ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: اگر دورانِ حج یا حج سے قبل کسی عورت کا شوہر قضاءِ الٰہی سے انتقال کر جائے تو اس عورت کا کوئی محرم موجود ہو تو اس کے ساتھ حج پورا کرے اگر محرم نہ ہو تو گروپ کی ایسی عورتوں کے ساتھ حج پورا کرے جو خدا ترس اور دیندار ہوں اور مقررہ مدت کے بعد گھر پہنچ کر عدت کے بقیہ ایام گھر پر پورے کرے۔

فقہ حنفی میں حکم تو یہ ہے کہ عورت اگر اپنے شوہر کے ساتھ سفر پر ہو اور سفر میں اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت کا گھر اگر مدتِ سفر پر نہ ہو تو اسے چاہئے گھر لوٹ آئے اور عدت کو پورا کرے اور اگر گھر اور جہاں کا قصد ہے دونوں مدتِ سفر پر ہوں تو کسی جانب سفر کو اختیار کرنا بے مُحرِم کے حرام ہے کہ اس جگہ اگر عزت وآبرو کے ساتھ رہنا میسر ہو تو اسے کسی محرم کے آنے تک یا دوسرا نکاح کرنے تک اسی جگہ رہنے کا حکم دیا جاتا، اگر اس جگہ کوئی شناسا نہ ہو

☆☆ سنن دارقطنی، باب المواقیت، برقم: ۲۷۶۱، ۳/۳۶۳

کے رہنے کا بندوبست ہو سکے یا وہاں رہنے میں عزت و آبرو کا خطرہ ہو یا قانونی طور پر مسائل ہوں جن کی بناء پر وہاں رہنا دشوار ہو تو مجبوری اور ضرورت میں اسے مذہب غیر پر عمل کی وقتی اجازت دی جائے گی اور وہ یہ ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مذہب کے مطابق وہ اپنے قافلہ کے معتمد وثقہ عورتوں کو تلاش کرے اور ان کے ساتھ سفر کو جاری رکھے یا وطن واپس آجائے، دونوں کا اختیار ہے۔

اور جو عورت جدّہ پہنچ کر بیوہ ہوگئی اسے بے مُحرِم وطن واپس لوٹنا حرام ہے، البتہ مکہ مکرمہ جدّہ سے سفر شرعی کی دُوری پر نہیں لہذا مکہ مکرمہ چلی جائے اور حج کے بعد وہیں ٹھہرے تا کہ اس کا کوئی مُحرِم اس کو لینے کے لئے وطن سے پہنچ جائے اور اگر مُحرِم نہ ہو یا جانے آنے کے لئے تیار نہ ہو یا ایسا ہے کہ اسے دین کا کوئی لحاظ پاس نہیں ہے اور کوئی صورت نظر نہ آئے، مذہب غیر پر عمل کرے جیسا کہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے:

کسی عورت کو اثنائے سفر شوہر نے بائن طلاق دے دی یا انتقال کر گیا اور اس عورت اور اس کے وطن کے درمیان مدّتِ سفر نہیں ہے تو وہ لوٹ آئے اور اگر وطن کے لئے مسافت سفر ہے مقصد کے لئے مسافتِ سفر نہیں تو سفر جاری رکھے۔[45]

لیکن اس رخصت شرعی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنی صوابدید پر کسی عذر کو ضرورت مان لیا جائے یا کسی عام مجبوری کو ضرورت مان لیا اور مذہب غیر پر عمل کرلیا، شرعی طور پر جب تک ضرورت متحقق نہ ہو مذہب غیر پر عمل جائز نہیں اگرچہ چاروں مذاہب برحق ہیں لیکن جو جس مذہب کا مقلِد ہے اس پر اسی کی تقلید واجب ہے ھکذا فی ''فتاوی یورپ''، (ص ۳۳۱)۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ۲۹ شوال المكرم ۱۴۲۷ھ ۲۲ نوفمبر ۲۰۰۶م (222-F)

---

[45] فتاوی رضویہ، کتاب الحج، شرائط الحج، ۱۰/۷۰۷، مسئلہ نمبر ۳۰۵ مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور

سرزمینِ حرم میں سر سے جوئیں نکالنا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک اسلامی بہن کو سر میں جوؤں کی وجہ سے خارش ہوتی ہے جس سے حالت احرام میں مشکل ہو جائے گی کہ بار بار کھجانا ہوگا جس سے بال ٹوٹیں گے تو کیا احرام حج سے قبل وہ جوئیں نکال سکتی ہے یا نہیں؟ (السائل: ایک اسلامی بہن، لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس خاتون کے لئے جائز ہے کہ وہ احرام حج سے قبل سرزمین مکہ پر ہی اپنے سر سے جوئیں نکلوائے، کیونکہ سرزمین حرم میں بغیر حالتِ احرام کے جوؤں کو مارنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے تو اس حالت میں جوئیں نکالنا بطریق اَولیٰ جائز ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ احرام باندھنے کے بعد بار بار سر کھجانے سے بالوں کے ٹوٹنے کا احتمال نہ رہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، حرم میں جوئیں مارنے میں کوئی حرج نہیں، جب مارنے تو مُحرِم نہ ہو۔

اور علامہ رحمت اللہ بن عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

یعنی، غیر مُحرِم حرم میں جوں کو مارے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔[46]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٤ ذوالحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ دیسمبر ٢٠٠٦م (F-320)

بڑھاپے میں کمزور مثانے والے کا مسجد حرام میں جانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون کے مسجد الحرام میں بوڑھاپے کی وجہ سے پیشاب کے چند قطرے نکل گئے جس سے اس کے کپڑے ناپاک ہوگئے اب اُسے کیا کرنا چاہئے؟

[46] (لباب المناسک، باب الجنایات، فصل فی قتل القمل)

(السائل: ایک خاتون از لبیک حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: جب ایسا واقعہ پیش آئے تو اُسے چاہئے کہ فوراً مسجد سے باہر آکر بدن اور کپڑے جتنے ناپاک ہوئے انہیں دھوڈالیں اور آئندہ پیشاب کر کے جائیں اور وہاں زیادہ دیر نہ رکیں صرف طواف کی غرض سے جائیں، اور ایسے اوقات میں جائیں جن میں وہاں لوگوں کا ازدحام کم ہوتا ہے جیسے کے رات کے وقت، اور طواف کرلیں تو واپس آجائیں، ویسے بھی عورت کے حق میں فرض نماز اور سُنن ونوافل اپنی اقامت گاہ میں پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں صراحۃً مذکور ہے، اور یہی حکم ہے قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر و درود کا بھی، یہاں پر ہر آنے والا یہی چاہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ ثواب ملے اور ثواب کی کمی وزیادتی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے میں ہے، اور منشاءِ رسالت یہی ہے کہ عورتیں نمازیں گھروں میں پڑھیں اور اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ اور پھر ایسے معذور کو مسجد میں جانا جائز نہیں، جس سے مسجد کا تقدس بحال نہ رہ سکے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور پاگلوں کو مسجدوں سے دُور رکھنے کا حکم فرمایا تا کہ مسجدوں کا تقدس پامال نہ ہو، لہٰذا مذکورہ خاتون پر لازم ہے کہ وہ سوائے طواف کرنے کے لئے ہرگز مسجد میں نہ جائے، طواف کے لئے بھی جب جائے تو پہلے سے پانی کا استعمال کم کردے اور جانے سے قبل پیشاب کرلے تا کہ دورانِ طواف یہ نوبت نہ آئے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٤ ذو الحجة ١٤٢٧ھ، ٢٤ دیسمبر ٢٠٠٦م (322-F)

نیپی لگے بچے کا دورانِ طواف پیشاب کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی طواف کررہے تھے ان کے ساتھ ان کا چھوٹا بچہ تھا جسے انہوں نے نیپی (Pemper) لگادی تھی کہ مسجد میں گندگی نہ ہو، دورانِ طواف بچے نے پیشاب کردیا جو کہ نیپی کے اندر ہی رہا باہر

نہ آیا، اب اس صورت میں بچے کو اٹھانے والے پر کچھ لازم آئے گا یا نہیں اور اس کا طواف صحیح ہو گا یا نہیں؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد بچے کو اٹھانے والے کی مثال نجاست اٹھانے والے کی سی ہے اور جب طواف کرنے والے کے اپنے کپڑے نجس ہوں اور وہ اسی حالت میں طواف کرلے تو اس کا فعل مکروہ ہوتا ہے مگر اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں آتا، چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

نجس کپڑوں سے طواف مکروہ ہے، کفارہ نہیں۔[۴۷]

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ "فتاویٰ ہندیہ" سے نقل کرتے ہیں:

نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے، کفارہ نہیں۔[۴۸]

لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہو گا۔ اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ناسمجھ بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں نہ لے جایا جائے کیونکہ امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ حدیث شریف روایت کرتے ہیں کہ ہے:

"جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُم صِبْيَانَكُمْ" إلخ[۴۹]

یعنی، اپنے بچوں سے اپنی مسجدوں کو بچاؤ۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الجمعۃ، ۱۶ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ، ۵ ینایر ۲۰۰۷م (347-F)

---

۴۷ (انوار البشارۃ، فصل ششم، جرم اور اُن کے کفارے۔ ص: ۷۰)

۴۸ (بہار شریعت، جرم اور اُن کے کفارے، طواف کی غلطیاں، ۱/۶/۱۱۰۴)

۴۹ سنن ابن ماجة، باب یکره فی المساجد، برقم: ۷۵۰، ۱/۲۴۷

طوافِ کعبہ اور بے پردگی یا ستر عورت

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سی عورتیں طواف میں بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں، کچھ عورتوں کا لباس انتہائی باریک ہوتا ہے کہ رنگت جھلکتی ہے بالوں کی سیاہی نظر آتی ہے کچھ کا چُست کہ اعضا کی ساخت واضح ہوتی ہے، بعض کے کچھ بال ظاہر، بعض کی کلائیاں وغیرہ ظاہر، بعض بلا احرام چہرہ کھول کر مردوں میں چلتی ہیں، اس سے ان کا طواف پر کیا اثر پڑتا ہے اور اس معاملے میں ان عورتوں کے شوہروں یا وارثوں کی کیا ذمہ داری ہے؟ (السائل: شکیل، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: طواف میں سترِ عورت واجب ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

طواف کے واجبات میں سے تیسرا واجب سترِ عورت ہے۔[۵۰]

اور اپنی دوسری کتاب ''مناسک کبیر'' میں لکھتے ہیں:

مگر ستر (عورت) تو اس کا وجوب طواف کے لئے نبی ﷺ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے کہ ''سنو! اس سال کے بعد کوئی مشرک ہرگز حج نہ کرے اور کوئی ننگا بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے'' پس ستر کے کھلے ہونے سے طواف میں نقصان آئے گا۔[۵۱]

ستر عورت بنفس خود فرض ہے مگر طواف میں واجب ہے چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، طواف کے واجبات میں سے دوسرا واجب ستر عورت ہے اگرچہ ستر عورت بنفسِ خود فرض ہے۔[۵۲]

---

۵۰ (باب المناسك (مع شرحه للقاری)، باب أنواع الأطوفة، فصل فی واجبات الطواف، ص:۱۶۸)

۵۱ (مجامع المناسك ونفع الناسك، باب أنواع الأطوفة، فصل فی واجبات الطواف، ص:۱۲۵)

۵۲ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم، فصل دویم، ص:۱۱۸)

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

سترِ عورت کو یہاں واجب شمار کرنے کا فائدہ باوجود اس کے مطلقاً فرض ہونے کے اِس سے دم کا لزوم ہے۔[۵۳]

ستر سے مراد: بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت یعنی اس کا چھپانا فرض ہے ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں بحوالہ ''درمختار'' و ''ردالمحتار''۔ آزاد عورتوں کے سارا بدن عورت ہے سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چُھپانا بھی فرض ہے۔[۵۴]

اور اگر ستر کے اتنے کُھلے ہوئے حصے کے ساتھ طواف کیا کہ جو نماز میں جائز نہیں یعنی جس کے ساتھ نماز جائز نہیں ہوتی دم واجب ہو جائے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

اگر اتنے کُھلے ہوئے حصے کے ساتھ طواف کیا کہ جس کے ساتھ نماز جائز نہیں تو دَم واجب ہو گیا۔[۵۵]

اور وہ حصہ کہ جس کے کُھلے ہونے سے نماز نہیں ہوتی اور طواف میں دَم لازم آتا ہے ہر عضو کا چوتھائی حصہ ہے اور اگر چند جگہ سے کُھلا ہو تو اُسے جمع کر کے دیکھا جائے گا اگر کم از کم اس عضو کا چوتھائی حصہ بنتا ہے تو اس سے نہ نماز جائز ہو گی اور طواف میں دَم لازم ہو گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

وہ مقدار جو مانع ہے وہ عضو کے چوتھائی حصہ یا زیادہ کا کُھلا ہونا ہے جیسا کہ نماز میں اور اگر چوتھائی عضو سے کم کُھلا تو مانع نہیں اور متفرق جمع کیا

---

[۵۳] (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فی فروض الحج وواجباته، تحت قوله: وستر العورة فیه، ۳/۵٤۰)

[۵۴] (بہار شریعت، حصہ سوم، نماز کی شرطوں کا بیان، ص: ۱۷٦۔۱۷۷)

[۵۵] (لباب المناسك (مع شرحه للقاری)۔ ص: ۱٦۸)

جائے گا۔۵۶

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

طواف کرتے وقت ستر چُھپا ہونا (واجب ہے) یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کُھلا رہا تو دَم واجب ہوگا اور چند جگہ کُھلا رہا جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دَم واجب ہوگا۔۵۷

اور اگر چند اعضاء تھوڑے کُھلے ہوں اور کوئی بھی اس عضو کا چوتھائی نہ ہو تو سب کے مجموعے کو دیکھا جائے کہ کسی بھی عضو کا چوتھائی حصہ بنتا ہے تو اس سے بھی دَم واجب ہوگا، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

اگر چند اعضاء ننگے ہوں مگر ہر ایک چوتھائی سے کم ہو تو سب کو مُلا کر دیکھا جائے گا جیسا کہ نماز میں (کہ مجموعہ چوتھائی عضو ہے تو وہی حکم ہوگا جو ایک عضو کے چوتھائی حصہ کے ننگے ہونے کا ہے)۔۵۸

اور کشفِ عضو کسی عذر صحیح کی وجہ سے ہو تو دَم لازم نہ ہوگا چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

یعنی، مگر کسی عذر کی بنا پر ایسا ہوا تو دَم واجب نہ ہوگا۔۵۹

اور طواف اگر فرض یا واجب ہے تو کشفِ عورت میں وہی حکم ہے جو بیان ہوا یعنی دَم واجب ہے اور اگر طواف سنّت یا نفل ہے تو صدقہ ہے، چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین

---

۵۶ (لباب المناسك (مع شرحه للقاري) باب أنواع الأطوفة، فصل في واجبات الطواف، ص:۱۶۸)

۵۷ (بہار شریعت، طواف کے واجبات، ۱/۶/۱۱۴۳)

۵۸ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم، فصل دویم، ص:۱۱۸)

۵۹ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم، فصل دویم، ص:۱۱۸)

شامی مصنّف کی عبارت ''دم واجب ہے'' کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی، یہ (دم کا) حکم طواف واجب میں ہے ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔[60]

اور اعادہ کر لینے کی صورت میں دَم ہو یا صدقہ ساقط ہو جائیں گے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں مذکور عبارات فقہاء سے واضح ہے اور اسی لئے بعض نے پہلے اِعادہ کا حکم لکھا ہے اور اِعادہ نہ کرنے کی صورت میں دَم کا وجوب لکھا ہے جیسا کہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

یعنی، اگر کسی نے اس حال میں طواف کیا اس حال میں کہ اس کے عضو کا چوتھائی حصہ کُھلا ہوا تھا تو اس طواف کا ستر کے ساتھ اِعادہ واجب ہے اگر نہ لوٹائے گا تو دَم واجب ہو گا مگر یہ کہ کسی عذر کی بنا پر ہو تو (دَم واجب نہ ہوگا)۔[61]

حاصل کلام

یہ ہے کہ مرد و عورت کے وہ اعضاء کہ جن کا نماز میں چھپا ہونا فرض ہے حالتِ طواف میں اُن کا چھپا ہونا واجب ہے اور حالتِ طواف میں اُن میں سے کسی بھی عضو کا چوتھائی حصہ اگر کُھلا ہو گا یا متعدّد اعضاء کا تھوڑا تھوڑا حصہ کُھلا ہو، اور سب کو جمع کیا جائے تو ایک عضو کا چوتھائی ہو جائے، تو اس صورت میں طواف فرض یا واجب ہو یا نفل بہر صورت اِعادہ واجب ہے اور اِعادہ نہ کرنے کی صورت میں فرض، واجب میں دَم اور ان کے غیر میں صدقہ لازم ہو گا، اور تمام صورتوں میں توبہ بھی لازم ہو گی اور اگر کسی ایسے عذر کی بنا پر ہو جو عذر شرع میں مقبول ہو تو نہ دَم و صدقہ لازم ہے اور نہ گُناہ۔

ستر کے اعضائے عورت

صدر الشریعہ محمد امجد علی لکھتے ہیں: مرد کے اعضائے عورت نو (9) ہیں علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحطاوی وغیرہم نے گنے ہے: ذکر (آلہ تناسل) مع سب اجزاء، حشفہ، قصبہ و

[60] (ردالمحتار علی الدرالمختار، المجلد(۳)، کتاب الحج، مطلب فی فروض الحج وواجباته، تتمه، ص:۵۴۱)

[61] (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب سیوم، فصل دویم، ص:۱۱۸)

قلقہ کے اُنثیین یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں ان میں فقط ایک کی چوتھائی کُھلنا مُفسدِ نماز نہیں، دُبُر یعنی پائخانہ کا مقام ہر ایک سُرین جدا عورت ہے، ہر ران جُدا عورت ہے، چڑھے سے گھٹنے تک ران ہے گھٹنا بھی اس میں داخل ہے الگ عضو نہیں تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کُھل جائیں تو نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچے، ناف کے نیچے سے عُضوِ تناسل کی جڑ تک اور اس کی سیدھ میں پُشت اور دونوں کروٹوں کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے، اعلیٰ حضرت مجدّدِ دِمأتہ حاضرہ نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ دُبُر و اُنثیین کے درمیان کی جگہ ایک مستقل عورت ہے اور ان اعضاء کا شمار اور ان کے تمام احکام کو ان چار شعروں میں جمع فرمایا۔

ستر عورت بمرد نہ عضو است

از تہ ناف تا تہِ زانو!

ہر چہ رُبعش بقدر رُکن کشود

باکشودی دمے نماز مجو

ذَکَر و اُنثیین و حلقہ پس

دو سرین ہر فخذ بہ زانوئے او

ظاہر افضل اُنثیین و دُبُر

باقی زیر ناف از ہر سو

آزاد عورت کے اعضاء عورت

آزاد عورتوں کے لئے باستثناء پانچ عُضو کے جن کا بیان گزرا سارا بدن عورت ہے (وہ پانچ جو کہ مستثنیٰ ہیں منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں پاؤں کے تلوے ہیں) اور وہ تیس اعضاء پر مشتمل کہ اُن میں سے جس کی چوتھائی کُھل جائے نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک یعنی جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں بال جو لٹکتے ہوں دونوں کان گردن اس میں گلا بھی داخل ہے دونوں شانے

دونوں بازو اِن میں کہنیاں بھی داخل ہیں دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد گٹوں کے نیچے تک، سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں تک دونوں ہاتھوں کی پشت، دونوں پستانیں جب کہ اچھی طرح اُٹھ چکی ہوں اگر بالکل نہ اُٹھی ہوں یا خفیف ابھری ہوں کہ سینہ سے جُدا عضو کی ہیئات نہ پیدا ہوئی ہوتو سینہ کی تابع ہیں جُدا عضونہیں اور پہلی صورت میں بھی ان کے درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے جُدا عضونہیں پیٹ یعنی سینہ کی تابع ہیں جُدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں ان کے درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے جُدا عضونہیں پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارہ زیریں تک یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے، پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک دونوں شانوں کے بیچ میں جوجگہ بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک دونوں کروٹوں میں جوجگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا حصہ پیٹھ میں داخل ہے اوراس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کم تک جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا حصہ پیٹھ میں داخل ہے دونوں سُرِین فرج و دُبر دونوں رانیں گھٹنے بھی انہیں میں شامل ہیں ناف کے نیچے پٹیر واوراس کے متصل جو جگہ ہے اوران کے مقابل پشت کی جانب سب مل کرایک عورت ہے، دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت دونوں تلوے اور بعض علماء نے دست اور تلووں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔[٦٢]

عورت کا چہرہ

عورت کا چہرہ اگر چہ عورت نہیں مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے منہ کھولنا منع ہے، یونہی اس کی طرف منہ کرنا غیر محرم کے لئے جائز نہیں اور چُھونا تواور زیادہ منع ہے۔بحوالہ ''درمختار'' [٦٣]

باریک کپڑوں کا حکم

اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہوستر کے لئے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی نہ ہوئی بحوالہ ''عالمگیری''۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی (رضا)

---

٦٢ (بہار شریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ۱۷۸/۳/۱۔۱۷۹)

٦٣ (بہار شریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ۱۷۹/۳/۱)

بعض عورتیں باریک ساڑھیاں اور بعض مرد تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے اُن کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ ٦٤

چُست لباس کا حکم

دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسرے کو نگاہ کرنا جائز نہیں بحوالہ ''ردالمحتار'' اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا منع ہے اور عورتوں کے لئے بدرجۂ اَولیٰ ممانعت، بعض عورتیں بہت چُست جامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔ ٦٥

اور جس کپڑے سے سترِ عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ ٦٦

باریک وچُست لباس کی ممانعت کی دلیل

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

كَمْ مِنْ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٌ ٦٧

یعنی، کتنی کپڑے پہنے والیاں ننگیاں ہوں گی۔

عورتوں کو اس حدیث شریف پر غور کرنا چاہئے کہ نبی ﷺ نے ان باریک اور چُست لباس پہننے والی عورتوں کو ننگی فرمایا گویا کہ انہوں نے لباس ہی نہیں پہنا ہوا اگرچہ بظاہر ان کے جسم پر لباس ہے۔

بہر حال جس بے ستری سے نماز فاسد ہو جاتی ہے وہ بے ستری طواف میں مکروہ تحریمی

---

٦٤ (بہارشریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ١/٣/١٧٩)

٦٥ (بہارشریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ١/٣/١٧٩)

٦٦ (بہارشریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ١/٣/١٧٩)

٦٧ (صحیح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات العاريات الخ برقم:٢١٢٨، ص:٨٤٦، كتاب الجنة وصفة نعيمها الخ، باب النار يدخلون الجبارون الخ، برقم:٢١٢٨، ص:١٠٩٥)

ہوگی، یعنی جو ستر پوشی نماز میں فرض ہے وہی طواف میں واجب اور سابقہ صفحات میں مرد اور عورت کے اعضاءِ ستر تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں وہاں سے دیکھ کر حکم معلوم کیا جا سکتا ہے اور باریک لباس جس کی تفصیل پہلے گزری وہ اگر بظاہر کسی عضو کو ڈھکے ہوئے ہے لیکن حقیقت میں وہ عضو ننگا ہے یعنی نماز میں وہ عضو ننگا شمار ہوگا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور طواف میں اس سے واجب کا (یعنی ستر عورت) ترک ہوگا اور چُست لباس کہ جس کا ذکر پہلے کیا گیا اگرچہ اس سے نماز کا فرض اور طواف کا واجب ادا ہو جائے گا جب کہ موٹا ہو مگر ممنوع ہے دوسروں کو تشویش میں ڈالنے اور گناہ میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

عورتوں کی بے باکی

مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اپنے دَور میں دورانِ طواف عورتوں کی بے باکی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> یعنی، مُنکَراتِ فاحشہ میں سے ہے جو اَب عورتیں مکہ معظّمہ میں کرتی ہیں اس مبارک خطے میں مردوں کے ساتھ اختلاط اور اس حال میں مختلف قسم کی زینتوں سے مُزیّن ہو کر اُن کے مردوں کے ساتھ بھیڑ اور اُن کا ایسی خوشبوئیں استعمال کرنا کہ جن کی خوشبو اُٹھتی ہو پس وہ اس سے پرہیز گار طواف کرنے والوں پر تشویش کا سبب بنتی ہیں، اور باقیوں کی نظریں اپنی طرف متوجہ کراتی ہیں، بسا اوقات بعض اعضاء کے ننگے ہونے کے ساتھ طواف کرتی ہیں خاص طور پر ان کی کلائیاں اور پاؤں اور کبھی ننگے ہاتھ پاؤں دوسروں سے مَس ہوتے ہیں کہ جس سے شافعی حضرات کے ہاں وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان کا اپنا طواف اور جسے وہ لگیں سب کے طواف کا صحیح ہونا مُنعدم ہو جاتا ہے۔[۶۸]

---

۶۸ (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب أنواع الأطوفة، فصل في مسائل

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ اپنے دَور میں دَورانِ سعی عورتوں کی بے باکی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض عورتوں کو میں نے دیکھا کہ بے باکی سے سعی کرتی ہیں کہ ان کا کلائیاں اور گلا کھلا رہتا ہے اور یہ خیال نہیں کہ مکہ معظّمہ میں معصیت کرنا نہایت سخت بات ہے کہ یہاں جس طرح ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے یوہیں ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر بلکہ یہاں تو یہاں کعبہ معظّمہ کے سامنے بھی وہ اسی حالت سے رہتی ہیں بلکہ اسی حالت میں طواف کرتے دیکھا حالانکہ طواف میں ستر کا چُھپانا علاوہ اس فرض دائمی کے واجب بھی ہے تو ایک فرض دوسرے واجب کے ترک سے دو گناہ کئے وہ بھی کہاں بیت اللہ کے سامنے اور خاص طواف کی حالت میں، بلکہ بعض عورتیں طواف کرنے میں خصوصاً حجر اسود کو بوسہ دینے میں مردوں میں گُھس جاتی ہیں اور اُن کا بدن مردوں کے بدن سے مَس کرتا رہتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں حالانکہ طواف یا بوسہ حجر اسود ثواب کے لئے کیا جاتا ہے مگر وہ عورتیں ثواب کے بدلے گناہ مول لیتی ہیں، لہٰذا اِن اُمور کی طرف حجاج کو خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہئے اور ان کے ساتھ عورتیں ہوں انہیں بتاکید ایسی حرکات سے منع کرنا چاہئے۔ ٦٩

مُلّا علی قاری اور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ نے اپنے اپنے دَور کی بات کی، جن عورتوں کو انہوں نے دیکھا وہ بے باکی، بے پردگی، بے حیائی، بے حسی، نافرمانی میں آج کی عورت سے ہزار ہا درجے مذکورہ اُمور میں کم تھیں، وہ اُس دَور کی بات کرتے ہیں جب چادر، چادر دیواری کا تصوّر موجود تھا آج یہ تصوّر عُنقا ہو چکا ہے۔ اُس دَور میں عورتوں کی اکثریت باپردہ تھی آج اکثر مردوں کی عقل باپردہ ہے، اُس دَور میں بے پردگی و بے حیائی عیب سمجھی جاتی تھی اور آج پردہ و حیاء عیب تصوّر کئے جانے لگے ہیں الامان والحفیظ اس وقت مرد حاکم تھے اب ان کی

٦٩۔ (بہار شریعت، صفا و مروہ کی سعی، ۱/۶/۱۰۷۳۔۱۰۷۴)

اکثریت محکوم، لہٰذا اس وقت کا مرد غیرت مند تھا آج غیرت اقل قلیل ہوتی جارہی ہے، اس وقت بے حیائی وفحاشی کو فروغ دینے کے لئے پرنٹ والیکٹرانک میڈیا موجود نہ تھا، آج ملکی وغیر ملکی میڈیا ان کے فروغ میں دن رات کوشاں ہے، اس دَور میں عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار تھی آج اکثریت نافرمان، اس دَور میں شوہر کی فرمانبرداری عورت کا فخر تھی، آج نافرمانی باعثِ افتخار، وغیرذالک

تو اتنے بڑے فرق اور اتنی عظیم تبدیلی کے بعد یہ اندازہ لگانا کہ آج کیا حالت ہوگی یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے، جب گناہ ثواب سمجھ کر، نافرمانی طاعت سمجھ کر کیے جانے لگیں تو بات ہی ختم ہوجاتی ہے۔

مردوں کی ذمہ داری

جو عورتیں ممنوعاتِ شرعیہ کا دیدہ دانستہ ارتکاب کرتی ہیں اُن کے وارث یا شوہر اگر انہیں اس سے منع نہیں کرتے یا اس پر راضی ہیں تو وہ بھی اُن کی طرح سخت گنہگار ہوں گے کیونکہ اُن کی عورتیں اُن کی رعیت ہیں اور قیامت میں ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا اور پھر گُناہ پر رضا بھی گناہ ہے۔ لہٰذا مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو گُناہ سے روکیں ورنہ بھی ان عورتوں کی طرح آخرت میں عذاب خداوندی میں گرفتار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مردوں اور عورتوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین بجاه سيد المرسلين سيدنا محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلثاء، ۱۶ ذی الحجۃ ۱۴۲۸ھ، ۲۵ دسمبر ۲۰۰۷م New 31-F

عورت کے بال تقصیر کے قابل نہ ہوں تو احرام سے کیسے نکلے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی خاتون کے بال اگر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے گر گئے ہوں اور نئے نکلنے والے بال اتنے چھوٹے ہوں کہ تقصیر کے قابل نہ ہوں تو احرام حج یا عمرہ سے باہر نکلنے کے لئے وہ کیا کرے گی؟

(السائل: محمد عرفان ضیائی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالٰی وتقدس الجواب: حلق یا تقصیر حج وعمرہ کے واجبات سے ہے، چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ واجبات حج کے بیان میں لکھتے ہیں:

یعنی، احرام سے باہر نکلنے کے ارادے کے وقت سر کے چوتھے حصے کا حلق یا اس کی تقصیر (واجب ہے)۔۷۰

اور عورتوں کے لئے صرف تقصیر ہے چنانچہ امام شمس الدین ابوبکر محمد سرخسی لکھتے ہیں:

عورتوں پر حلق نہیں ہے اس پر صرف تقصیر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے عورتوں کو حلق سے منع فرمایا اور انہیں احرام سے نکلنے کے وقت تقصیر کا حکم فرمایا۔۷۱

اور تقصیر عورتوں کے لئے واجب ہے کیونکہ حلق یا تقصیر خود حج وعمرہ کے واجبات میں سے ہیں، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، تقصیر عورتوں کے لئے مباح ہے اور (مُلّا علی قاری فرماتے ہیں) ظاہر ہے کہ وہ عورتوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کے عمل (تقصیر) کو ثابت رکھا اور عورتوں کے لئے دعا فرمائی اور مسنون ہے یعنی سنّت مؤکدہ ہے، بلکہ واجب ہے۔۷۲

۷۰۔ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، مقدمۃ الرسالۃ، فصل: سیوم در بیان فرائض وواجباتہ الخ، ص: ۴۳)

۷۱۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب المناسک، باب القران، ۲/۴/۳۱)

۷۲۔ (لباب المناسک (مع شرحہ للقاری)، باب مناسک منیٰ، فصل فی الحلق والتقصیر، ص: ۲۵۳)

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

تقصیر عورتوں کے لئے مسنون بلکہ واجب ہے۔[۳]

مندرجہ بالا عبارات میں تقصیر کو عورتوں کے لئے مُباح، مسنون اور واجب لکھا گیا ہے جب کہ حلق کو ان کے لئے مکروہ لکھا ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ عورتوں کے حق میں تقصیر کے وجوب کی علّت کے بیان میں کراہت تحریمی کی تصریح کی گئی ہے چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی علامہ رحمت اللہ سندھی کے قول "بل واجب لھن" کے تحت لکھتے ہیں:

مصنّف کا قول کہ تقصیر عورتوں کے لئے واجب ہے کیونکہ حلق عورتوں کے حق میں کراہت تحریمی کے ساتھ مکروہ ہے مگر یہ کہ کوئی شرعی ضرورت ہو۔[۴]

اور پھر فقہاء کرام نے حلق کو عورتوں کے لئے حرام بھی لکھا ہے اور وہاں حرام سے مراد حرام ظنّی ہے جس سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔

اور امام شمس الدین سرخسی نے عورتوں کے لئے حلق سے ممانعت کی روایت کا ذکر کرنے کے بعد لکھا:

اور اس وجہ سے کہ حلق عورت کے حق میں مُثلہ ہے اور مُثلہ حرام ہے اور عورت کے سر کے بال اس کے لئے زینت ہیں جیسے داڑھی مرد کے لئے زینت ہے تو جس طرح مرد احرام سے نکلنے کے وقت ڈاڑھی نہیں منڈوائے گا اسی طرح عورت اپنے سر کے بال نہیں منڈوائے گی۔[۵]

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

حلق کا مسنون ہونا یہ مرد کے حق میں ہے اور حلق عورت کے لئے مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ حلق عورت کے حق میں مُثلہ (خلقت اللہ کو تبدیل

---

[۳] (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب ہشتم فصل: ششم، ص:۲۰۶)

[۴] (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب المناسك منیٰ، فصل فی الحلق والتقصیر، ص:۲۵۳)

[۵] (المبسوط:۲/۴/۳۱)

کرنا) ہے جیسے مرد کا اپنی داڑھی کو مونڈنا۔٦٧

مندرجہ بالا عبارت میں عورت کے حلق کو مرد کی داڑھی منڈوانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور مُلّا علی قاری داڑھی کے بارے میں لکھتے ہیں:

سنت میں وارد ہے داڑھی جو ایک مشت سے زائد ہو تو اس کا لینا مُثلہ نہیں بلکہ داڑھی کا مونڈنا مُثلہ ہے۔

چند سطریں آگے لکھتے ہیں:

کیونکہ داڑھی منڈوانا مُثلہ کے باب سے ہے، اور اس لئے کہ (اس میں) نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے۔٧٧

اور شرع نے داڑھی منڈوانے کو مُثلہ قرار دیا جو کہ حرام ہے اور نصاریٰ کے ساتھ مشابہت قرار دیا وہ بھی حرام ہے اور عورت کے سر منڈوانے کو مرد کے داڑھی منڈوانے کے ساتھ مشابہت دی گئی یعنی جیسے مرد کو داڑھی منڈوانا حرام ہے اسی طرح عورت کو سر منڈوانا حرام ہے سوائے ضرورت شرعیہ متحقق ہونے کے جیسا کہ مُلّا علی قاری کا قول "إلا لضرورتهنّ" سے ضرورت شرعیہ متحقّق ہونے کے وقت رُخصتِ حلق ثابت ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ صورت مسئولہ میں عورت سر نہیں منڈوائے گی کہ اُسے شرعاً ایسا کرنا حرام ہے اور تقصیر وہ کروا نہیں سکتی کہ بال اتنے بڑے نہیں ہیں کہ تقصیر کے قابل ہوں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ شرعاً معذور ہے۔

اگر احرام سے نکلنے کے لئے حلق یا تقصیر واجب ہے تو مذکورہ عورت کے حق میں حلق حرام یعنی مکروہ تحریمی ہے یعنی جس فعل کا کرنا واجب ہے تو اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے اور جس فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کا ترک واجب ہے۔ مذکورہ عورت اگر حلق کو ترک کرتی ہے تو کراہت تحریمی لازم آتی ہے اور اگر کر لیتی ہے تو بھی کراہت تحریمی کا ارتکاب ہوتا ہے یعنی فعل و ترک دونوں صورتوں میں کراہت تحریمی کے ارتکاب سے نہیں بچ سکتی تو ایسی صورت میں

---

٦٧ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، تحت قوله: حلقة أفضل، ٦١٢/٣)

٧٧ (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب المناسك منیٰ، فصل فی الحلق والتقصیر، ص: ٢٥١)

اُسے مجبور ومعذور ہی قرار دیا جائے گا کہ اگر وہ حلق کو ترک کر دیتی ہے تو اس میں وہ مجبور و معذور قرار دی جائے گی اور اگر حلق کروالیتی ہے جو کہ اس کے حق میں حرام قرار دیا گیا ہے تو اس میں بھی وہ مجبور ومعذور قرار دی جائے گی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ عورت ایسی صورت میں کس کو چھوڑے، بہر صورت اس سے کسی ایک واجب کا ترک ہوگا، جب ہم نے فقہاءِ احناف کی عبارات کو دیکھا تو ہمیں دونوں صورتوں میں رُخصت کے اقوال ملے کہ یہاں فقہاء کرام نے عورت کے لئے حلق حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیے وہیں ''إلا لضرورة'' لکھ کر ضرورت شرعی پائے جانے کے وقت رُخصت دے دی جیسا کہ ''المسلك المتقسّط'' (ص ۲۵۳) میں مُلّا علی قاری نے لکھا ہے۔

اسی طرح جہاں فقہاء کرام نے حلق یا تقصیر کو واجب قرار دیا ہے وہیں عذر شرعی پائے جانے کے وقت اس واجب کے ترک کی رُخصت بھی دی ہے جیسا کہ ''لباب المناسك و عباب المسالك'' ''مجامع المناسك و نفع الناسك'' ''المسلك المتقسّط فی المنسك المتوسّط'' اور ''حیاة القلوب فی زیارة المحبوب'' میں ہے۔ اب جب دونوں میں فعل وعدم فعل اور ترک وعدم ترک برابر ہو گئے تو ایسی صورت میں کسی ایک کو کرنے اور دوسرے کو ترک کرنے کے لئے ترجیح وعدم ترجیح کے لئے غور کرنا پڑا۔

غور کرنے پر معلوم ہوا کہ حج وعمرہ میں حلق کا وجوب خالص اللہ عزّ وجلّ کا حق ہے اور عورت کا اپنے بالوں کو نہ منڈوانا واجب ہے کیونکہ عورت کو سر منڈوانے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا اور فقہاء کرام نے اسے مُثلہ قرار دیا، اس لئے منڈوانا مکروہ تحریمی ہے تو اس واجب کے ساتھ بندے کا حق متعلق ہے وہ خصوصی طور پر شادی شُدہ عورت کے لئے اس کے شوہر کا حق کیونکہ بال زینت ہیں اور زینت شوہر کا حق ہے اسی لئے شرع نے بیوی کے ترکِ زینت پر شوہر کو اُسے سرزنش کرنے کا حق دیا ہے، تو ایسی صورت میں بندے کے حق کی پاسداری اور اللہ عزّ وجلّ کے حق کو عذر کی وجہ سے چھوڑ دینا اَولیٰ ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ عورت حلق نہیں کروائے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ جب اس نے حلق یا تقصیر کسی وجہ سے ترک کیا تو وہ گنہگار ہوگی یا نہیں

ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ گنہگار نہ ہوئی کیونکہ یہ ترک عمداً قصداً نہیں بلکہ ایک شرعی عذر کی بنا پر ہے اور گُناہ تو تب ہو گا جب ترک قصداً ہو چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

واجب کو جب عمداً ترک کرے گا تو گنہگار ہو گا اگرچہ دَم دے دے، اس کا گُناہ سچی توبہ کے بغیر نہ اُٹھے گا۔[78]

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی لکھتے ہیں:

عامد گنہگار ہے۔[79]

اور یہاں عمداً ترک نہیں بلکہ ایک شرعی حق کی وجہ سے ہے لہٰذا وہ گنہگار نہ ہوگی۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر دَم لازم آئے گا جیسا کہ واجبات کا یہی حکم ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

حکم واجبات کا ان میں سے کسی ایک کے ترک پر لزوم جزاء (یعنی دَم) اور جوازِ حج ہے چاہے اسے عمداً ترک کرے یا سہواً۔[80]

لیکن اس قاعدہ سے چند واجبات کے ترک پر لزومِ جزاء کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے حلق کو ترک کردے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

اس کلی میں سے عذر کی بنا پر ترکِ حلق کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔[81]

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

وہ جو میں نے کہا کہ ترکِ واجب پر دَم لازم آئے گا، علماء کرام نے اس سے دس عدد واجبات کا استثناء کیا ہے (کہ جن کے ترک پر دَم لازم نہیں آتا) اُن میں سے آٹھواں یہ ہے کہ کسی (معقول) عذر کی بنا پر حلق (و

---

۷۸ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، مقدمۃ الرسالۃ، فصل سیوم در بیان فرائض وواجبات، ص:۴۵)

۷۹ (لباب المناسك (مع شرحه للقاری)، ص: ۸۰)

۸۰ (لباب المناسك (مع شرحه للقاری)، باب فرائض الحج، فصل فی واجباته، ص: ۸۰)

۸۱ (لباب المناسك (مع شرحه للقاری)، ص: ۸۰)

تقصیر) کو ترک کر دے جیسا کہ سر میں کوئی عِلّت ہو (جیسے پھوڑے، پھنسیاں وغیرہ بال اتنے چھوٹے ہوں کہ تقصیر بھی نہ ہو سکے) ۸۲ے

اور عذر سے مراد ایسا عذر کہ شرع نے اُسے معتبر رکھا ہو چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی کی "لُباب" میں عبارت "و ترك الواجب بعُذر" (یعنی واجب کا کسی عذر کی وجہ سے ترک) کے تحت مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

وہ عذر جو شرعاً معتبر ہو۔ ۸۳ے

اور یہ بھی ہے کہ وہ عذر بندوں کی جہت سے نہ ہو چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

(شارح مُلّا علی قاری نے جو ذکر کیا اس پر دلالت کرتا ہے کہ) عذر سے مراد وہ عذر ہے جو بندوں کی جہت سے نہ ہو اس حیثیت سے کہ (شارح نے علامہ رحمت اللہ سندھی کے) "لُباب" میں قول "اور اگر اس کے محصر ہونے کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ فوت ہو گیا تو اس پر دَم ہے" پر فرمایا، یہ غیر ظاہر ہے کیونکہ اِحصار من جملہ اَعذار میں سے ہے، مگر یہ کہا جائے کہ یہ مانع مخلوق کی جانب سے ہے لہٰذا (سقوطِ دم میں) مؤثر نہ ہوگا۔ ۸۴ے

اور صورت مسئولہ میں عذر مخلوق کی جانب سے نہیں ہے بلکہ شرع کی جانب سے ہے کہ اس صورت میں شرع مطہر نے عورت کو حلق کے ذریعے اس واجب کی ادائیگی سے روکا کہ اس کے حق میں حرام قرار دے دیا لہٰذا یہ عذر اُن میں سے ہے کہ جنہیں شرع نے معتبر رکھا ہے۔

اور تیسرا سوال یہ ہے کہ مذکورہ خاتون جب حلق نہیں کرائے گی کہ اُسے حلق ممنوع ہے اور تقصیر وہ کروا نہیں سکتی تو احرام سے باہر کس فعل سے ہو گی یعنی احرام سے نکلنے کے لئے اُسے کچھ کرنا ہو گا یا خود بخود احرام سے باہر ہو جائے گی عمرہ میں سعی کے بعد اور حج میں رمی یا ذبح

۸۲ے (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، مقدمۃ الرسالۃ، فصل: سیوم در بیان فرائض وواجبات الخ، ص: ۴۵)

۸۳ے (لباب المناسك (مع شرحه للقاری)، ص: ۸۱)

۸۴ے (ردالمحتار علی الدرالمختار، المجلد (۳) کتاب الحج، باب الجنایات، تتمة، ص: ٦٥٣)

کے بعد کیونکہ اگر حج افراد کر رہی ہے تو دس ذوالحجہ کو رمی جمرہ عقبہ کے بعد اور اگر حج تمتّع یا قِران کر رہی ہے تو ذبح (یعنی قربانی) کے بعد۔

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

> یعنی، اگر قصر و حلق سر میں کسی علّت کی وجہ سے دونوں ایک ساتھ مُتعذّر رہو جائیں اور اس کے سر کے بال بھی ایک پورے سے کم ہوں تو دونوں (یعنی قصر و حلق) میں سے ہر ایک اس سے ساقط ہو جائے گا اور وہ رمی جمرہ سے فراغت کے بعد (حج افراد میں) حلق کی جگہ کسی دوسری چیز کے قیام کے بغیر احرام سے نکل جائے گا (اور حج تمتّع، قِران میں دم شکر (یعنی قربانی) کے ذبح ہونے کے بعد) اور اس پر دَم و صدقہ میں سے کوئی چیز لازم نہ ہوگی کیونکہ اس نے واجب کو عُذر کے سبب ترک کیا ہے۔[۸۵]

اور فقہاء کرام نے ایسی صورت میں محظوراتِ احرام کے اِرتکاب میں تاخیر کو افضل قرار دیا ہے چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

> بہتر یہ ہے کہ اِحلال کو ایام نحر کے آخری دن تک مؤخّر کرا اور مؤخّر نہ کرے تو اس پر کچھ (لازم) نہیں ہے۔[۸۶]

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں:

> اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ محظوراتِ احرام جیسے سِلے ہوئے کپڑے، خوشبو وغیرہما کے استعمال کا ایام قربانی کے آخر تک ارتکاب نہ کرے کہ شاید اس کا عذر ایک گھڑی میں زائل ہو جائے لیکن یہ تاخیر اُس پر واجب نہیں ہے۔[۸۷]

---

۸۵ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب۔ باب ہشتم آنچہ متعلق است از مناسک منیٰ، فصل: ششم در مسائل حلق وقصر، ص:۲۰۶)

۸۶ (فتح القدیر، المجلد(۲)، باب الاحرام، تحت قوله: لقوله علیه السلام، ۲/۵۰۲)

۸۷ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب۔ باب ہشتم آنچہ متعلق است از مناسک منیٰ، فصل: ششم در مسائل حلق وقصر، ص:۲۰۶)

اور صورت مسئولہ میں جو عذر ہے وہ ایسا نہیں کہ جس کے زوال کا امکان ہو، ویسے بھی یہ تاخیر افضل ہے نہ کہ واجب۔ اور اگر بال اتنے ہو گئے ہوں تقصیر ہو سکتی ہے کہ ایک پورے کی مقدار کاٹے جا سکتے ہوں تو بہر صورت کاٹنے ہوں گے۔

یہ ایسا مسئلہ تھا کہ جس کی تصریح کُتبِ مناسک میں اور کُتب فقہ میں مجھے نظر نہیں آئی، اللہ عزّ وجلّ کی توفیق سے میں نے اس کا حل پیش کیا ہے، چاہئے کہ اسے محفوظ رکھا جائے کہ ضرورت کے وقت کام ہے اور جو حکم میں نے لکھا ہے اگر حق ہے تو من جانب الحق ہے ورنہ میری طرف سے ہے۔

والله تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ٦ ذی الحجة ١٤٢٨ھ، ١٥ دیسمبر ٢٠٠٧ م (New 18-F)

مُحرِمہ مکہ آئی پھر میقات سے باہر چلی گئی واپسی کا کیا حکم ہے

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے حجِ تمتع کی نیت سے احرام باندھ کر مکہ پہنچی ابھی عمرہ کا طواف ادا نہ کیا تھا کہ ماہواری آگئی اور شیڈول کے مطابق ایک دن بعد اُسے مدینہ طیبہ روانہ ہونا تھا اور وہ روانہ ہو گئی اور وہاں اُس کا قیام آٹھ روز تھا، پھر واپس مکہ مکرمہ آئی مدینہ طیبہ چونکہ میقات سے باہر ہے واپسی پر سب نے مکہ مکرمہ آنا تھا اِس لئے سب نے احرام باندھا اب مذکورہ عورت کیا کرے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: مذکورہ عورت حالت احرام میں ہی رہے گی جب ماہواری سے پاک ہو اور مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو عمرہ ادا کر کے احرام کھولے گی اور میقات سے باہر جانے سے اُس کے احرام میں کوئی فرق نہیں آئے گا جیسے کوئی آفاقی شخص حج کے مہینوں میں حجِ قِران کا احرام باندھ کر آئے، عمرہ کے طواف وسعی کے بعد اپنے وطن لوٹ جائے پھر ایام حج میں واپس آئے اور حج ادا کرے تو اس کا قِران صحیح قرار پاتا ہے چنانچہ علامہ

ہیں:

صحتِ قران کے لئے عدم المام شرط نہیں ہے پس کوفی شخص کا قِران صحیح ہو جاتا ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے اپنے گھر لوٹ جائے پھر (حج کے لئے) مکہ آئے کیونکہ وہ مُحرِم ہے اگرچہ اُس نے اپنے اہل کے ساتھ المام کیا۔۸۸

اس سے معلوم ہوا کہ احرام کے ساتھ میقات سے نکل جانا احرام کو مُضر نہیں وہ بدستور مُحرم ہی رہے گا جب واپس آئے گا اُسے میقات سے بغیر کسی نئے احرام کے گزرنا ہوگا کیونکہ احرام تو اُس غیر مُحرِم پر واجب ہوتا ہے جو مکہ کے ارادے سے میقات سے گزرے اور یہ تو پہلے ہی احرام میں ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۱۵ ذو الحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۱۳ دیسمبر ۲۰۰۸ م 493-F

ماہواری کا اندیشہ ہو تو عورت کس حج کا احرام باندھے

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہم حجِ قِران کرنا چاہتے ہیں جب کہ ہمارے ساتھ کچھ خواتین بھی ہیں اور ہماری مکہ آمد آخری ایام میں ہوگی اور خواتین میں سے ایک خاتون کے ایام ماہواری عادت کے مطابق احرام کے بعد شروع ہو جائیں گے اب وہ خاتون کس حج کا احرام باندھ کر آئے کہ اُس پر عمرہ کی قضاء اور دَم لازم نہ ہو کیونکہ مکہ آمد کے بعد اتنا وقت نہیں ہوگا وہ ماہواری سے پاک ہو۔

(السائل: محمد عرفان، لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ خاتون پر میقات سے احرام کے ساتھ گزرنا لازم ہے کیونکہ وہ عازمِ مکہ ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

---

۸۸ ((لباب المناسک مع شرحہ للقاری، باب القران، فصل: ولا یشترط الخ، ص: ۲۸۷))

"لَا یُجاوِزُ أَحَدٌ الوَقتَ إلَّا مُحرِمٌ ۔[۸۹]

کوئی میقات سے نہ گزرے مگر احرام والا۔

اس لئے اُسے چاہئے کہ وہ حجِ افراد کا احرام باندھ لے کیونکہ اگر حجِ تمتع یا حجِ قران کا احرام باندھے گی تو ماہواری کی وجہ سے اُسے عمرہ چھوڑنا پڑے گا اور اُس پر عمرہ کی قضا اور دَم لازم آجائے گا، جب کہ حج افراد کا احرام باندھنے کی صورت میں عمرہ کا ترک لازم نہیں آئے گا بلکہ وہ مکہ پہنچ کر حالتِ احرام میں ٹھہری رہے پھر جب حاجی منیٰ کو روانہ ہوں اُن کے ساتھ منیٰ روانہ ہو جائے اِس طرح تمام افعال حج ادا کرے، صرف اِس حالت میں طوافِ زیارت نہیں کرے گی جب پاک ہو جائے تب طوافِ زیارت کرے اگر چہ بارہ ذوالحجہ کا سورج غروب ہو جائے اور اُس پر کچھ لازم نہیں آئے گا، ہاں اگر بارہ تاریخ کے غروبِ آفتاب سے قبل پاک ہوئی اور غسل کر کے غروب سے قبل طواف کے چار پھیرے دے سکتی تھی اور اُس نے ایسا نہ کیا تو اُس پر تاخیر کی وجہ سے دَم لازم ہوگا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۲۲ ذو القعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۰ نوفمبر ۲۰۰۸ م 475-F

کثرت سے عمرے کرنے کی خواہش مند خاتون اور تقصیر

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مُحرمہ کے بال چھوٹے بڑے ہوں اور سب سے چھوٹے بال کانوں کی لَو تک ہوں تو اس صورت میں تقصیر میں کوئی رعایت ہے جب کہ اُس کی کثرت سے عمرہ کرنے کی خواہش بھی ہو؟

(السائل: C/O محمد فیاض، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: تقصیر میں چوتھائی سر کے بالوں سے

---

[۸۹] (اِن کلمات کو امام شیبہ نے "المصنَّف" کتاب الحج، باب: من قال: لا یجاوز أحد الخ، برقم: ۱۵۷۰۲، ۴۳۵/۱۱، میں عن سعید بن جبیر عن أبن عباس، ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ "لا تجوزو الوقت الا باحرام"

کتروانا ضروری ہے چنانچہ علامہ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ[90] اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ[91] لکھتے ہیں اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ[92] نقل کرتے ہیں:

تقصیر سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت اپنے سروں سے چوتھائی سر سے ایک پورے کی مقدار بال لیں۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ پورے سے کچھ زائد کتروائے تاکہ چوتھائی بالوں میں سے ہر بال ایک پورے کی مقدار کٹ جائے کیونکہ اکثر بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں چنانچہ امام علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

فقہاء کرام نے فرمایا کہ واجب ہے کہ تقصیر میں پورے کی مقدار سے زیادہ کرے کیونکہ یہ مقدار تمام بالوں کے اطراف سے واجب ہے، اور تمام بالوں کے اطراف کی لمبائی عادۃً برابر نہیں ہوتی بلکہ اس لمبائی میں پس واجب ہوا کہ اس مقدار پر تقصیر میں زیادہ کرے تاکہ واجب مقدار کی تقصیر یقینی ہو جائے پس یقین کے ساتھ عُہدہ برا ہو جائے۔[93]

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی نقل کرتے ہیں:

فقہاء کرام نے فرمایا کہ واجب ہے کہ تقصیر میں پورے کی مقدار سے کچھ زیادہ کرلے تاکہ اُس کے سر کے ہر بال سے پورے کی مقدار پوری ہو جائے کیونکہ عادۃً بالوں کے سرے برابر نہیں ہوتے۔[94]

---

90 (تبیین الحقائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والحلق أحب، ۲/۳۰۸)

91 (البحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثم احلق أو قصر إلخ، ۲/۶۰۶)

92 (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، مطلب: فی رمی الجمرة العقبة، تحت قوله: بأن یأخذ إلخ، ۳/۶۱۱)

93 (بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی مقدارِ الواجب فی الحلق، ۳/۱۰۱)

94 (البحر الرائق، کتاب الحج، باب الاحرام، تحت قوله: ثم احلق أو قصر الخ، ۲/۶۰۶)

لہٰذا چوتھائی سر کے بالوں سے پورے کی مقدار پوری کرنے کے لئے عورت کو چاہئے کہ اپنی پوری چٹیا پکڑ کر اُس میں سے ایک پورے سے کچھ زائد کاٹ لے کیونکہ چٹیا میں عموماً چوتھائی سر کے بالوں سے زائد بال ہوتے ہیں۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۳ ذوالحجة ۱۴۲۹ھ، ۱ دیسمبر ۲۰۰۸م

عورت کے بال چھوٹے ہوں تو تقصیر کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی مُحرِمہ کے بال چھوٹے ہوں یعنی کندھوں سے کچھ نیچے تک ہوں تو اُسے تقصیر میں رُخصت دی جائے گی یا نہیں؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: حلق یا تقصیر حج وعمرہ کے واجبات سے ہے

"لَیسَ عَلَی النِّسَاءِ حَلقٌ وَ إِنَّمَا عَلَیهِنَّ تَقصِیرٌ" ۹۵

یعنی، عورتوں پر حلق نہیں ہے اور اُن پر تقصیر ہے۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ عورتوں کے لئے حلق ممنوع ہے چنانچہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ

"أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَی المَرأَةَ أَن تَحلِقَ رَأسَهَا" ۹۶

نبی کریم ﷺ نے عورت کو اپنے سر کا حلق کرانے سے منع فرمایا ہے۔

اور پھر حلق عورتوں کے حق میں مُثلہ بھی قرار دیا گیا ہے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی قصر ہی کروایا کرتی تھیں چنانچہ علامہ علاء الدین کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

حلق عورتوں کے حق میں مُثلہ ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ کے ازواج

---

۹۵ (سنن أبی داؤد، کتاب المناسك، باب الحلقِ والتقصیر، برقم: ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۲/۳۴۴)

۹۶ (کشف الأستار، کتاب الحج، باب النهی عن الحلق للنساء، برقم: ۱۱۳۷، ۲/۳۲)

میں کسی نے حلق نہیں کروایا، لیکن عورت تقصیر کروائے گی۔ 97

اسی لئے فقہاء کرام نے فرمایا کہ حلق مردوں کے حق میں مسنون ہے اور عورتوں کے حق میں مکروہ تحریمی ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں

حلق مردوں کے لئے مسنون ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے اور تقصیر اُن کے حق میں مباح ہے اور مسنون ہے بلکہ (تقصیر) اُن کے لئے واجب ہے۔ 98

لہٰذا عورتوں کے لئے تقصیر ہی واجب ہے چنانچہ ملا علی قاری ''لباب'' کی عبارت ''بل واجبٌ لهُنَّ'' کے تحت لکھتے ہیں:

کیونکہ حلق عورتوں کے حق میں مکروہ تحریمی ہے مگر یہ کہ کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے ہو۔ 99

اسی طرح ''غُنیه'' میں ہے کہ

حلق مردوں کے لئے افضل ہے عورتوں کے لئے مکروہ تحریمی ہے مگر یہ کہ کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے ہو۔ 100

اور عورت کے بال جب تقصیر کے قابل نہ ہوں تو تقصیر اس کے حق میں متعذّر قرار پائے گی، چنانچہ ملا علی قاری حنفی ''لباب'' کی عبارت تقصیر کے متعذّر ہونے کی شرح میں لکھتے ہیں:

بال چھوٹے ہونے کی وجہ سے تقصیر متعذّر ہو۔ 101

اور شرع کا حکم یہ ہے کہ جب حلق متعذّر ہو تو تقصیر واجب ہوتی ہے اور تقصیر متعذّر ہو تو

---

97 (بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی أحکام الحلق و التقصیر، ۳/ ۱۰۰)

98 (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب المناسك منی، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۵۳)

99 (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب مناسك منی، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۵۳)

100 (غنیة الناسك، فصل فی الحلق، ص: ۱۷۳)

101 (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب مناسك منی، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۵۳)

حلق چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

اگر حلق کسی عارض کی وجہ سے متعذّر ہو گیا تو تقصیر متعین ہو گی یا تقصیر متعذّر ہو تو حلق متعین ہو گا۔[102]

اور عورت کے حق میں حلق تو پہلے ہی متعذّر تھا کہ شرعاً ممنوع ہے باقی رہی تقصیر تو وہ اس وقت متعذّر ہو گی جب بال تقصیر کے قابل نہ ہوں عورت کے بال تقصیر کے قابل ہوں تو تقصیر لازم ہو گی کثرت سے عمرے کرنے کے لئے شرع مطہرہ نے مجبور نہیں کیا ہے، عورت حج کے لئے آئی ہو تو اس کا حج قران یا افراد ہو گا تو ایک بار اور تمتع ہو گا تو دو بار تقصیر لازم ہو گی، اس کے علاوہ عمرے وہ اپنی جانب سے کرے گی تو اس پر شریعت کی پیروی لازم ہو گی کہ اُسے احرام سے نکلنے کے لئے تقصیر کروانی ہو گی کیونکہ جب تقصیر ہو سکتی ہو تو اس کے بغیر احرام نہیں کھلے گا چنانچہ علامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

پس حلق یا تقصیر ہمارے نزدیک واجب ہے جب کہ اُس کے سر پر بال ہوں، اُس کے بغیر وہ احرام سے نہیں نکلے گا اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ﴾ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "التفث" بال منڈوانا، کپڑے پہننا وغیرہ ہے۔[103]

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ٦ ذو الحجة ١٤٣٠ھ، ٢٣ نوفمبر ٢٠٠٩ م

عورتوں کے لئے دن میں رمی افضل ہے یا رات میں

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت کے لئے دن میں رمی کرنا افضل ہے یا رات میں جب کہ بلا عذر رات تک رمی کی تاخیر کو مکروہ قرار دیا گیا ہے؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

---

[102] (لباب المناسك مع شرحه للقاري، باب مناسك منى، فصل في الحلق والتقصير، ص: ۲۵۳)

[103] (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل في أحكام الحلق والتقصير، ۹۸/۳)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عورت کے حق میں رات میں رمی کرنا افضل ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

مگر یہ کہ عورت کا رات میں رمی کرنا افضل ہے۔[104]

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

مرد اور عورت رمی جمار میں برابر ہیں مگر یہ کہ عورت کے حق میں پردہ میں زیادتی کے لئے افضل یہ ہے کہ رات میں رمی کرے (کہ اس میں زیادہ ستر ہے)۔[105]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۱۳ ذو الحجة ۱۴۳۰ھ، ۳۰ نوفمبر ۲۰۰۹م F-664

رمی میں عورتوں کا نائب بننا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے کہ جو اپنی عورتوں کو رمی کے لئے نہیں لے جاتی بلکہ اُن کی رمی خود کر کے آجاتے ہیں جس طرح مرد پر خود رمی کرنا واجب ہے کیا عورتوں پر واجب نہیں، کیا اس حکم میں عورتوں اور مردوں میں کوئی فرق ہے؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: اِس حکم میں مرد وعورت میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح غیر معذور مرد پر خود رمی کرنا واجب ہے اِسی طرح غیر معذور عورت پر بھی خود رمی کرنا واجب ہے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

مرد اور عورت رمی (کے حکم) میں برابر ہیں۔[106]

---

[104] (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار، فصل أحكام الرمی الخ، تحت قوله: فيكره تركها الخ، ص:۲۷۶)

[105] (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب نھم در بیان طواف زیارۃ، فصل چھارم در بیان وقت رمی جمار، ص:۲۱۸)

[106] (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب رمی الجمار وأحكامه، فصل فی أحكام الرمی الخ، ص:۲۷۶)

اور اِس کے تحت ملاعلی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ

یعنی، اور اِس میں اشارہ ہے کہ بلاعذر عورت کی طرف سے رمی میں نیابت جائز نہیں ہے۔ ۱۰۷

اور مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

مرد اور عورت رمی جمار میں برابر ہیں مگر یہ کہ عورت کے حق میں پردہ کی زیادتی کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رات میں رمی کرے، عورت کو جائز نہیں کہ وہ اپنی جگہ رمی کے لئے اپنے نائب کو بھیجے مگر یہ کہ عورت کو کوئی عذر ہو جو خود رمی کرنے سے مانع ہو جیسا کہ مرض وغیرہ۔ ۱۰۸

اس کے لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ نائب بنانے کی رُخصت اُس مریض کے لئے ہے جو سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو فی زمانہ اُسے وہیل چیئر پر بٹھا کر بھی نہ لے جا سکتا ہو تو اس طرح کا مریض مرد ہو خواہ عورت دوسرے کو اپنا نائب بنا دے، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ نقل کرتے ہیں:

جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ اُس کی طرف سے رمی کرے۔ اس کے بعد اسی کے آگے لکھا کہ اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رمی کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس کا ساتھی اُس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے۔ یوہیں بیہوش یا مجنون یا نا سمجھ کی طرف سے اُس کے ساتھ والے رمی کر دیں اور بہتر یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائیں۔ "منسک" ۱۰۹

۱۰۷ (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب رمی الجمار و أحكامه، فصل فی أحكام الرمی الخ، ص: ۲۷۶)

۱۰۸ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب نهم در بیان طواف زیارۃ، فصل چهارم در بیان وقت رمی جمار، ص: ۲۱۸)

۱۰۹ (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب مناسك منی، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۷۴)

(بہار شریعت، حج کا بیان، منیٰ کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال، باقی دنوں کی رمی، ۲/۶/۸۸)

لہٰذا غیر معذور عورتوں کی جانب سے جو لوگ رمی کر دیتے ہیں اس سے اُن عورتوں کے ذمے سے رمی کا وجوب ساقط نہ ہوگا۔ اور ترک رمی کی وجہ سے جزاء و گناہ سے نہ بچ پائیں گی۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۷ ذو الحجۃ ۱۴۳۰ھ، ۲۴ نوفمبر ۲۰۰۹م 666-F

حائضہ کا بوقتِ رُخصت کعبہ کی زیارت کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت دورانِ حیض مسجد حرام میں کہاں تک جا سکتی ہے جیسا کہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ حیض والی وقتِ رُخصت حسرت بھری نگاہوں سے خانہ کعبہ کو دیکھے نیز صفا و مروہ پر جا سکتی ہے یا نہیں؟

(السائل: محمد فیاض از لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: حالتِ حیض میں عورت کو مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے اور کعبہ معظّمہ کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے اور اِس وقت مسجد حرام کے چند دروازے ایسے ہیں کہ جن سے کعبہ معظّمہ نظر آ جاتا ہے جیسے بابُ العُمرہ (نوٹ: اب نئی توسیع کے بعد باب العمرہ سے بیت اللہ شریف نہیں دیکھا جا سکتا) اور باب عبد العزیز وغیرہما۔

اسی لئے علماء کرام نے حیض والی عورت کے لئے لکھا ہے کہ وہ رُخصت کے وقت مسجدِ حرام کے کسی دروازے سے کعبہ معظّمہ کی زیارت کرے اور دعا مانگ کر رُخصت ہو چنانچہ مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

حیض اور نفاس والی عورت کعبہ معظّمہ سے وداع ہوتے وقت جب وہ سفر پر نکلنے کا ارادہ کرلے مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ وہ مسجد کے کسی بھی دروازے پر کھڑی ہو جائے، برابر ہے کہ باب حزورہ ہو اور وہ افضل ہے اور اُمورِ خیر کی دعا کرے۔[110]

ایسی عورت صفا و مروہ دونوں پہاڑیوں اور مسعیٰ پر جا سکتی ہے کیونکہ مسعیٰ مسجد سے خارج ہے چنانچہ علامہ ابو الولید محمد بن عبد اللہ احمد ازرقی متوفی ۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

---

[110] (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب یازدھم، فصل: چھارم دربیان کیفیت وداع علی الدجال: ۲۲۹)

علامہ ازدی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہم کتاب اللہ عزّ وجلّ میں پاتے ہیں کہ مسجد حرام کی حدّ خزورہ سے مسعیٰ تک ہے۔[1]

اور علامہ محمد بن اسحاق خوارزمی حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

جان لیجئے کہ بیت اللہ مسجد حرام کے وسط میں ہے اور مسجدِ حرام مکہ معظّمہ کے وسط میں ہے اور صفا مشرق کی جانب مسجدِ حرام سے خارج اور مروہ اسی طرح جانبِ شمالی میں ہے۔[2]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۱ ذو القعدہ ۱۴۲۹ھ، ۱۹ نوفمبر ۲۰۰۸ م 474-F

حج کے ارادے سے بلا احرام مکہ پہنچنے والی خاتون کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب ہم کراچی سے حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک خاتون ماہواری سے تھیں ماہواری کی وجہ سے اس نے احرام نہیں باندھا بلا احرام مکہ آ گئی اب اُس پر کیا لازم ہوگا؟

(السائل: محمد فرید بن حاجی مختار، لبیک حج گروپ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یادر ہے کہ ماہواری احرام کو مانع نہیں ہے جو عورت ماہواری سے ہو اُسے چاہئے کہ وہ اُسی حال میں احرام باندھ لے پھر مکہ معظّمہ پہنچ کر جب پاک ہو جائے تو غسل کرے، حج تمتع یا قران کا احرام ہو تو عمرہ ادا کرلے اور اگر حجِ افراد کا حج کا احرام ہو تو طوافِ قُدوم کرے اور مکہ پہنچ کر پاک ہونے تک حالتِ احرام میں رہے، جب پاک ہو جائے تب غسل کر کے عمرہ یا طوافِ قُدوم کرے۔

---

[1] (أخبار مكة،باب ذكر غور زمزم وما جاء فی ذلك،ذكر حدّ مسجد الحرام،۲/۶۳)

[2] (اثارة الترغيب والتشويق،القسم الأول،الفصل الخامس والخمسون فی ذكر ماجاء فی بناء المسجد الحرام،ص:۳۰۲)

اب اس عورت پر لازم ہے کہ کسی بھی میقات پر جائے اور عمرہ کا احرام باندھ کر آئے پاک ہوگئی ہو تو عمرہ ادا کرے ورنہ پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرلے اور اُس پر میقات سے بغیر احرام گزرنے کی وجہ سے جو دَم لازم ہوا وہ ساقط ہو جائے گا اور بغیر احرام میقات سے گزرنے کا گُناہ باقی رہے گا جس کے لئے اُسے سچی توبہ کرنی ہوگی۔

کیونکہ میقات سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مکہ جانے کا ارادہ رکھنے والے بلا احرام نہیں گزر سکتا چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

> میقاتیں وہ جگہیں ہیں جہاں سے مکہ معظّمہ کا ارادہ رکھنے والا سوائے احرام کے نہیں گزر سکتا۔[113]

اور اگر بلا احرام گزر گیا پھر احرام باندھنے کے لئے کسی میقات کو نہ گیا، پھر چاہے احرام باندھا یا نہ باندھا بہرحال اُس پر دَم لازم آجائے گا چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

> آفاقی مسلمان بالغ اگر نفلی حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ میقات سے گزر جائے پھر احرام باندھے تو اُسے دَم لازم ہوگا جیسا کہ اُسے دم لازم ہوگا جو احرام نہ باندھے۔[114]

احرام نہ باندھنے کی صورت میں لزوم دَم کے بارے میں علامہ رافعی لکھتے ہیں:

> بے شک اس کا ذمہ دو عبادتوں (حج وعمرہ) میں سے کسی ایک عبادت کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے اور (بلا احرام) میقات سے گزرنے کا دم۔[115]

اور اگر وہ دوبارہ کسی بھی میقات پر چلا جاتا ہے تو دَم ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

---

[113] (الدرالمختار، کتاب الحج، ص:۱۵۷)

[114] (الدرالمختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص:۱۷۰)

[115] (تقریرات الرافعی علی الدر والرد، کتاب الحج، باب الجنایات، ص:۳/۷۰۴)

پس اگر کسی بھی میقات کو لوٹا پھر (وہاں سے) سے احرام باندھا تو دَم ساقط ہو گیا اور افضل لوٹنا ہے۔[۱۱۶]

لہٰذا مذکورہ عورت پر کسی میقات پر جا کر احرام باندھ کر آئے اور پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے اور کسی میقات نہیں جا سکتی تو حُدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آئے اور عمرہ ادا کرے اور ساتھ دم بھی دے اور دونوں صورتوں میں توبہ بھی کرے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۴ ذو القعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نوفمبر ۲۰۰۸ م 477-F

طہر متخلّل میں کیئے گئے نفلی طوافوں کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو ماہواری آئی اور چند دن کے بعد بند ہو گئی اور اُس نے غسل کے بعد نماز شروع کر دی اور طواف بھی کیئے ایک آدھ دن گزرنے کے بعد دس دن کے اندر اُسے دوبارہ ماہواری شروع ہو گئی تو اِس صورت میں کیا حکم ہے؟ (السائل: شکیل علی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: ماہواری کی کم از کم مدت تین دن تین راتیں ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

اُس کے کم از کم تین دن ساتھ تین راتوں کے اور اس کے زیادہ سے زیادہ دس دن ساتھ دس راتوں کے ہیں، اسی طرح ''دار قطنی'' وغیرہ نے روایت کیا ہے۔[۱۱۷]

اور عورت عادت کے ایام میں جو بھی دیکھے گی وہ ماہواری میں شمار ہو گی سوائے خالص سفیدی کے اگر چہ اس مدّت میں کبھی خون آئے اور کبھی نہ آئے پوری مدّت ماہواری ہی شمار

۱۱۶۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص: ۱۷۱)

۱۱۷۔ (الدر المختار، کتاب الطهارة، باب الحیض، ص: ۴۳)

کی جائے گی کیونکہ اول اور آخر کو دیکھا جائے گا، مدّت معتاد کے اندر ابتداء میں بھی ماہواری اور آخر میں ماہواری بیچ میں چاہے ماہواری نہ ہو کُل مدّت ماہواری کہلائے گی اور مدّت کے اندر کہ جس کے دونوں جانب ماہواری ہو بیچ کے خالی ایام کو طہر متخلّل کہتے ہیں چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

> اور عورت عادت کے دنوں میں سوائے خالص سفیدی کے جو دیکھے گی (وہ ماہواری میں شمار ہوگا) اگرچہ اِس مدت میں دو خونوں کے درمیان طُہر متخلّل ہو حیض ہے، اِس لئے کہ اعتبار اول اور آخر کا ہوتا ہے اور اِسی پر متون (فقہ متفق) ہیں۔[۱۱۸]

لہٰذا مدّت معتاد میں اول اور آخر کا اعتبار کرتے ہوئے کُل مدّت کہ جس میں ماہواری جاری تھی اور بیچ کا وہ زمانہ کہ جس میں ماہواری رُکی رہی سب ماہواری قرار پائی بشرطیکہ ماہواری دوبارہ آکر دس دن کے اندر ختم ہوگئی ہو تو اِس صورت میں اُس عورت کا طواف حالتِ ماہواری میں واقع ہوگا، لہٰذا جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اُن سب کا اعادہ کرلے۔

اور اعادہ نہیں کرتی اور مکہ سے اپنے وطن کو چلی گئی تو دَم لازم ہوگا کیونکہ ماہواری جنابت کی مثل ہے[۱۱۹] یعنی جو حکم حالتِ جنابت میں طواف کرنے کا ہے وہی حکم حالتِ ماہواری میں طواف کا ہے اور پھر نفلی طواف کا ان معاملات میں وہی حکم ہے جو واجب طواف کا ہے کیونکہ نفل شروع کرنے سے قبل نفل ہوتا ہے جب شروع کردیا تو واجب ہوگیا جیسا کہ ''درمختار''[۱۲۰] میں اس کی تصریح موجودہ ہے کہ ہر طواف میں نجاست حکمیہ سے پاکیزگی واجب ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ طواف کے واجبات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

۱۱۸ (الدر المختار، کتاب الطهارة، باب الحيض، ص:٤٤)

۱۱۹ جیسا کہ علامہ ابو منصور کرمانی حنفی نے ''المسالک المناسک'' فصل فی کفارۃ الجنایۃ فی الطواف، ۲/۸۵۷، میں لکھا ہے۔

۱۲۰ (الدر المختار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو طاف للقدوم، ص:١٦٧)

طواف کا پہلا واجب بدن کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا ہے، برابر ہے
کہ طواف فرض ہو یا غیر فرض (جیسے واجب، سنت اور نفل)۔ ۱۲۱

اس لئے حالتِ جنابت یا ماہواری میں طواف کرنے سے اعادہ لازم آتا ہے اعادہ نہ کرے تو دَم چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

اِسی طرح حکم ہر طواف میں ہے جو نفلی ہو، پس اگر حالتِ جنابت (یا حالت ماہواری) میں طواف کیا تو دَم واجب ہے اور بے وضو کیا تو صدقہ جیسا کہ "شرنبلالیہ" ۱۲۲ میں "زیلعی" ۱۲۳ کے حوالے سے ہے۔ ۱۲۴

اور ماہواری کی حالت میں حالتِ جنابت میں اور بے وضو طواف کرنا گناہ ہے اور نفلی کام کا حکم یہ ہے کہ کرے تو ثواب، نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ ایسے حالات میں احتیاط سے کام لیں۔

اور اگر ماہواری کے ایام میں دوسری بار شروع ہونے والا خون دس دن سے زائد ہو جائے تو پھر پہلی بار ماہواری آئی ہے تو دس دن تک ماہواری اور زائد استحاضہ کہلاتا ہے، چنانچہ امام شمس الدین احمد بن سلیمان ابن کمال باشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں:

مبتدۂ حالتِ استحاضہ میں بالغ ہوئی تو اُس کی ماہواری ہر ماہ کے دس دن ہیں اور جو اُن پر زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔ ۱۲۵

اور اگر پہلی بار نہیں آئی تو عادت کے دنوں سے زائد جتنے دن خون آیا وہ استحاضہ قرار پائے گا، چنانچہ علامہ ابن کمال پاشا حنفی لکھتے ہیں:

---

۱۲۱ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب دویم فصل دویم، ص:۱۱۸)

۱۲۲ غنیۃ ذوی الأحکام فی بغیۃ درر الحکام، کتاب الحج، باب الجنایات، ۱/۲۴۲)

۱۲۳ (تبیین الحقائق، کتاب الحج، باب الجنایات، ۲/۳۶۹)

۱۲۴ (ردالمحتار علی الدر المختار، باب الجنایات، تحت قولہ: لو جوبہ بالشرع الخ، ۳/۶۶۱)

۱۲۵ (الایضاح فی شرح الاصلاح، کتاب الطھارات، باب الحیض، ۱/۷۴)

جب اُس کی حیض میں عادت ہے اور ہم فرض کریں کہ عادت سات دن ہے پھر اُس نے بارہ دن حیض دیکھا تو سات کے بعد جو پانچ دن ہیں وہ استحاضہ ہے۔[۱۲۶]

اور استحاضہ کا حکم دائمی نکسیر وغیرہ کی مثل ہے کہ جس میں نماز، روزہ، طواف وغیر ہا کچھ بھی ممنوع نہیں ہے، چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن احمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

عورت کو طواف سے نہیں روکا جائے گا، جب وہ مسجد کے آلودہ ہونے سے امن رکھتی ہو۔ (جیسا کہ) "قہستانی" (میں) "خزانہ" (کے حوالے سے) مذکور ہے۔[۱۲۷]

لہٰذا اگر دوسری صورت ہو تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا نہ اعادہ اور نہ کفّارہ، اس صورت میں شرع کا ایک ہی حکم ہے وہ یہ کہ مسجد کو آلودہ ہونے سے بچانا، تو اس کے لئے مستحاضہ کو احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہوں گی کہ جن سے مسجد آلودہ ہونے سے محفوظ رہے۔

واللّٰہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ١٦ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ١٤ دیسمبر ٢٠٠٨ م F-494

حجِ تمتع کی نیت سے آنے والی عورت کو ماہواری آجانا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے حجِ تمتع کی نیت سے مکہ مکرمہ آئی ابھی پہنچی تھی کہ ماہواری آگئی اور دو دن بعد منیٰ روانگی ہے اس نے ابھی عمرہ ادا نہیں کیا تو حج کا احرام کس طرح باندھے کیا عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو جو عمرہ اُس نے چھوڑا وہ کب ادا کرے اور اس عمرہ کے چھوڑنے کی وجہ سے اس پر کیا لازم ہوگا جب کہ عمرہ اُس نے مجبوری میں چھوڑا

---

[۱۲۶] (الایضاح فی شرح الاصلاح، کتاب الطهارات، باب الحيض، ۱/۷۴۔۷۵)

[۱۲۷] (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الطهارة، باب الحيض، تحت قوله: لایمنع صوماً إلخ، ۱/۱۵۲)

ہے تو اِس صورت میں اُس پر کیا لازم آتا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس عورت پر دَم اور عمرہ کی قضاء لازم ہے، مروی ہے کہ ایسا ہی واقعہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کے ساتھ حجۃ الوداع میں پیش آیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ نے اپنا معاملہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمرہ چھوڑنے کا اور حج ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

أنّ عائشة قالت: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَ لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ، وَ لَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، وَ إِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اُنْقُضِيْ رَأْسَكِ، وَ امْتَشِطِيْ، وَ أَمْسِكِيْ عَنْ عُمْرَتِكِ" فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ، أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ، فَأَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ نَسَكْتُ ۔[۱۲۸]

[۱۲۸] صحيح البخاری، كتاب الحيض، باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحيض، برقم:٣١٦، ٨٢/١، و باب الأمر بالنّساء، إذا نفسن، برقم:٢٩٤، ٧٧/١، و باب تقضى الحائض المناسك كلّها إلّا الطواف بالبيت، برقم:٣٠٥، ٧٩/١، و باب نقض المرأة شعرها عند المحيض، برقم:٣١٧، ٨٢/١، و باب كيف تهلّ الحائض بالحج و العمرة، برقم: ٣١٩، ٨٢/١، و كتاب الحجّ، باب كيف تهلّ الحائض و النّفساء، برقم:١٥٥٦، ٣٨٤/١، و باب قوله تعالىٰ ﴿الحجّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ الآية، برقم:١٥٦٠، ٣٨٥/١، و باب التّمتّع و القران إلخ، برقم:١٥٦١، ١٥٦٢، ٣٨٦/١، و باب طواف القارن، برقم: ١٦٣٨، ٤٠٣/١، و باب تقضى الحائض المناسك كلّها إلخ، برقم:١٦٥١، ٤٠٧/١، و باب إذا حاضت المرأة بعد ما افاضت، برقم:١٧٦٢، ٤٣٢/١، و باب الإذج من المحصب، برقم:١٧٧٢، ٤٣٤/١، و كتاب العمرة، باب العمرة ليلة الحصبة، برقم:١٧٨٣، ٤٣٧/١، و باب الإعتمار بعد الحجّ بغير هديٍ، برقم:١٧٨٦، ٤٣٨/١، و باب أجر العمرة على قدر النّصب، برقم:١٧٨٧، ٤٣٨/١، و باب المعتمر إذا طاف إلخ، برقم: ١٧٨٨، ٤٣٩/١، و كتاب الجهاد و السّير، باب إرداف المرأة خلف أخيها، برقم:٢٩٨٤، ٢٩٨٥، ٢٦٩/٢، و كتاب المغازی، باب حجة الوداع، برقم:٤٣٩٥، ١١٩/٣، و كتاب الأضاحی، باب مَن ذبح ضحية غيره، برقم:٥٥٥٩، ٤٩١/٣، و كتاب التمنی، باب قول النّبیّ ﷺ: لو استقبلت من أمري إلخ، برقم:٧٢٣٠، ٤٠٠/٤،

یعنی، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں احرام باندھا، پس میں اُن میں سے تھی جنہوں نے تمتع کیا، اور (ساتھ) ہدی نہ لائے، پس انہیں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو گمان ہوا کہ انہیں ماہواری آ گئی ہے، اور آپ پاک نہ ہوئیں یہاں تک کہ عرفہ کی رات آگئی، آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ عرفہ کی رات ہے اور میں نے صرف عمرہ کے ساتھ تمتع کیا ہے (یعنی میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنا سر کھول دے اور کنگھی کر لے اور اپنے عمرہ سے رُک جا" (آپ فرماتی ہیں کہ) میں نے (ایسے ہی) کیا، پس جب حج ادا کرلیا، تو (رسول اللہ ﷺ نے) حصبہ کی رات عبدالرحمٰن (بن ابی بکر رضی اللہ عنہما) کو حکم فرمایا تو انہوں نے مجھے مقام تنعیم سے عمرہ کروایا، اور میں نے اس عمرہ کی جگہ جس کا میں نے احرام باندھا تھا عمرہ ادا کیا۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں عورت عمرہ چھوڑ دے گی اور حج فوت ہونے کے خوف کی وجہ سے عمرہ کا احرام کھول دے گی اور حج کا احرام باندھے گی، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ حدیثِ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تحت لکھتے ہیں:

> بے شک اُمّ المؤمنین کے قول "یا رسول اللہ! یہ عرفہ کی رات ہے الخ" کا ظاہر اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں عمرہ چھوڑنے کا حکم فرمایا کہ وہ عمرہ سے اس کے پورا ہونے سے قبل نکل جائیں، اور "توضیح" میں ہے کہ کوفیوں نے اِس عورت کے بارے میں جو (حج تمتع میں) طوافِ عمرہ سے قبل حائضہ ہو جائے اور اُسے حج فوت ہونے کا خوف ہو یہی حکم کیا کہ وہ عمرہ چھوڑ دے۔ [۱۲۹]

اور اِس صورت میں عورت پر چھوڑے ہوئے کی قضا لازم ہوگی اور حدیث عائشہ میں مذکور ہے کہ آپ نے حج سے فارغ ہو کر اس عمرہ کی قضا کی چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ

[۱۲۹] (عمدة القاري، كتاب الحيض، باب امتشاط المرأة عند غسلها من المحيض، برقم: ٣١٦/٣/ ١٤٣-١٤٤)

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود فرمایا کہ:

فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ، جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا ۱۳۰

یعنی، پس میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا بدلے لوگوں کے اس عمرہ کے جوانہوں نے (شروع میں) ادا کیا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ: "هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ" ۱۳۱

یعنی، جب ہم نے حج ادا کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ تنعیم بھیجا پس میں نے عمرہ ادا کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا "یہ تیرے اُس عمرہ کی جگہ پر ہے"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي، بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي، الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَ لَمْ أُحْلِلْ مِنْهَا ۱۳۲

یعنی، یہاں تک کہ جب میں نے اپنا حج پورا کیا، رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم فرمایا، میں تنعیم سے اپنے اس عمرہ کی جگہ پر عمرہ ادا کروں کہ جس عمرہ سے میں (ماہواری کی وجہ سے) فارغ نہ ہوئی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا۔ ۱۳۳

یعنی، پس (عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) تنعیم سے مجھے عمرہ کروایا میرے

---

۱۳۰ (صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ۲۸۹۰/۱۲۰۔ (۱۲۱۱)، ص۵۵۸)

۱۳۱ (صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ۲۸۸۱/۱۱۱۔ (۱۲۱۱)، ص۵۵۶)

۱۳۲ (صحیح مسبلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ۲۸۸۲/۱۱۲۔ (۱۲۱۱)، ص۵۵۶)

۱۳۳ (صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیان وُجود الإحرام إلخ، برقم: ۲۸۸۳/۱۱۳۔ (۱۲۱۱)، ص۵۵۶)

اُس عمرہ کی جگہ کہ جس کی ادائیگی سے میں رُک گئی تھی۔

متمتع یا قارن عمرہ نہ کر پائے اور حج ادا کرے تو اُس پر سے حجِ متمتع یا قران کا دَم شکر جسے لوگ حج کی قربانی کہتے ہیں جو متمتع اور قارن دونوں پر واجب ہوتی ہے وہ ساقط ہو جاتی ہے اور اس پر عمرہ کی قضا اور عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے دَم جبر لازم آتا ہے اور دَم جبر کے جانور کا سرزمین حرم پر ذبح کرنا واجب ہے اور اس کے لئے افضل دن یوم نحر ہے اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نسوانی عارضہ کی وجہ سے عمرہ چھوڑا تو آپ پر سے دَم شکر ساقط ہو گیا اور عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ ادا کئے بغیر احرام کھولنے پر دَم جبر لازم آیا جسے نبی کریم ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات کے دَم شکر کے ساتھ ادا فرمایا، چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کی طرف سے جانور ذبح کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فَأُتِینَا بِلَحمِ بَقَرٍ، فَقُلتُ مَا ھٰذَا؟ فَقَالُوا: أَھدَی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ نِسَائِہِ البَقَرَ [134]

یعنی، پس ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے بطورِ ہدی ذبح کی ہے۔

اِن احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے فقہاء کرام نے ایک قاعدہ اخذ کیا ہے جسے علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے ذکر کیا ہے کہ:

یعنی، ہر وہ شخص کہ جس پر عمرہ چھوڑنا لازم ہو جائے تو اُس پر (عمرہ کا احرام باندھ کر اُسے چھوڑنے کا) دَم اور (چھوڑے ہوئے) عمرہ کی قضاء لازم ہے نہ کہ اور کچھ کیونکہ وہ عمرہ کو فاسد کرنے والے کے معنی میں ہے۔ [135]

---

[134] (صحیح مسلم، کتاب الحجّ، باب بیانِ وُجود الإحرام إلخ، برقم: ۲۸۹۰/۱۲۰- (۱۲۱۱)، ص۵۵۸)

[135] (لباب المناسك مع شرحه للقاري، باب أضافة أحد النسكين، ص: ۳۲۸)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ٦ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ٤ دیسمبر ٢٠٠٨ م 492-F

حجِ قران کی نیت سے آنے والی عورت کو ماہواری آجانا

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے حجِ قِران کی نیت سے مکہ مکرمہ آئی ابھی پہنچی تھی کہ ماہواری آگئی اور ایک دن بعد منیٰ روانگی ہے اُس نے ابھی عمرہ ادا نہیں کیا کہ وقوفِ عرفہ کا وقت قریب آگیا، کیا وہ عمرہ چھوڑ دے اور وقوف عرفہ کرے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو جو عمرہ اُس نے چھوڑا وہ کب ادا کرے اور اُس عمرہ کے چھوڑنے کی وجہ سے اُس پر کیا لازم ہوگا جب کہ عمرہ اُس نے مجبوری میں چھوڑا ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یہ عورت عمرہ ادا کئے بغیر وقوفِ عرفہ کرے گی اور حج سے فارغ ہونے کے بعد جب پاک ہوجائے تو چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کرے اور عمرہ چھوڑنے کا ایک دَم دے کیونکہ ماہواری کی حالت میں طوافِ کعبہ ممنوع ہے اور طواف عمرہ میں رُکن ہے اِس لئے وہ اِس حالت میں عمرہ نہیں ادا کر سکتی اور قارن جب عمرہ ادا کئے بغیر وقوفِ عرفہ کرلے تو اس کا عمرہ رہ جاتا ہے اور وہ عمرہ چھوڑنے والا قرار پاتا ہے،

طواف کعبہ کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اُسے مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: لَا أُحِلُّ دُخُولَ الْمَسْجِدِ لِحَائِضٍ وَ لَا جُنُبٍ الحدیث" [١٣٦]

یعنی، میں حیض والی عورت اور جُنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونا حلال نہیں کرتا۔

اسی لئے فقہاء کرام نے یہ حکم اخذ کیا ہے کہ حیض ونفاس والی عورت اور جنبی کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے چنانچہ علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ٩٥٦ھ

١٣٦ (التاریخ الکبیر للبخاری، باب الألف، برقم: ١٧١٠، ٢/٥٥)

لکھتے ہیں: لا یجوزُ لهم دخولَ المسجدِ إلّا لضرورةٍ ۱۳۷

یعنی، ان کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے مگر ضرورت شرعی کی وجہ سے۔)

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

پس جب قارن مکہ میں داخل نہ ہوا، اور عرفات کی طرف متوجہ ہو گیا تو وقوفِ عرفات کے ساتھ ہی وہ عمرہ کو چھوڑنے والا ہو گیا۔ ۱۳۸

اور قران کا حکم یہ ہے کہ عمرہ پہلے ادا کیا جائے، وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد عمرہ کی ادائیگی متصوّر نہیں چنانچہ امام کرمانی حنفی لکھتے ہیں:

اگر اُس کا لانا اور باقی ہونا وقوفِ عرفہ کے بعد متصوّر رہتا تو عمرہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ افعالِ عمرہ تو فوت ہو چکے پس قران کا حکم یہ ہے کہ افعالِ عمرہ کو حج پر مقدم کیا جائے اور تحقیق یہ وقوف کے بعد متعذّر رہو گیا۔ ۱۳۹

اور اس صورت میں اُس پر دَم اور قضاء دونوں لازم آتے ہیں اور حجِ قِران کا دَم ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اب اُس کا حج حجِ قِران نہیں رہا چنانچہ ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد المروزی جو حاکم شہید کے نام سے معروف ہیں لکھتے ہیں:

جب قارن مکہ مکرمہ آیا پس طواف نہ کیا یہاں تک کہ وقوفِ عرفات کیا یا طوافِ عمرہ کے فقط تین پھیرے کئے تو وہ اپنے عمرہ کو چھوڑنے والا ہے، اور اُس پر عمرہ چھوڑنے کا دَم اور اُس کی قضاء ہے اور اُس سے دَم قِران ساقط ہو گیا۔ ۱۴۰

والله تعالى أعلم بالصواب

---

۱۳۷ (منيّة المصلّي و غنيّة المبدی، باب فرائض الغسل، فروع إذا اجنبت المرأة إلخ، ص ۵۲)

۱۳۸ (المسالك فی المناسك، كتاب القِران، فصل: إن لم يدخُل القارن إلخ، ۶۴۹/۱)

۱۳۹ (المسالك فی المناسك، كتاب القِران، فصل: إن لم يدخُل القارن إلخ، ۶۴۹/۱)

۱۴۰ (الكافی للحاكم الشهيد(فی ضمن مبسوط للامام محمد) كتاب المناسك، باب الطواف: ۳۲۹/۲)

یوم الخمیس، ۷ذو الحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۵ دیسمبر ۲۰۰۸م F-677

ایامِ حیض میں پائے جانے والے طُہر میں ادا کئے گئے عمرہ کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی حیض میں عادت سات دن تھی اور اُسے پانچ دن حیض آکر بند ہوگیا اور اُس نے غسل کے بعد نماز شروع کر دی اور پھر مسجد عائشہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لیا اور چھٹے دن اُسے دوبارہ حیض آگیا، اِس صورت میں وہ کیا کرے گی اُس کا عمرہ ادا ہوگیا یا اُس پر اِس کی قضا لازم ہوگی؟ (السائل: محمد فیاض، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں دوسری مرتبہ آنے والا خون ماہواری میں شمار ہوگا جب کہ وہ دس دن پورے ہونے پر یا اس سے قبل ختم ہوا ہو، چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

> حیض کی کم از کم مدت (تین دن اور تین راتوں) سے کم اور عادت کے دنوں سے زائد اور اکثر مدت (دس دن اور دس راتوں) سے بڑھ جائے تو استحاضہ ہے۔[۱۴۰]

اس کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

> مگر معتادہ عورت تو اُس کی عادت کے دنوں سے جو زائد ہو اور حیض میں دس دنوں سے بڑھ جائے (استحاضہ ہے)

اور لکھتے ہیں:

> مگر جب اُن میں (یعنی حیض ونفاس میں) اکثر مدت سے تجاوز نہ کیا تو یہ اُن میں عادت کا منتقل ہونا ہے تو وہ حیض اور نفاس ہوگا۔[۱۴۱]

---

[۱۴۰] (الدُّرُّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحیض، ص۴۳)

[۱۴۱] (رَدُّ المحتار علی الدُّرِّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحَیضِ، تحت قولہ: و الزّائدُ علی أکثرِہ، ۱/۵۲۴)

اِس سے معلوم ہوا کہ اِس سوال کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ معتادہ کو چھٹے دن جب دوبارہ خون آیا اور وہ دس دن سے زیادہ نہ ہوا تو کُل حیض شمار ہوگا، اِس لئے اِس دوران کیا گیا طواف حالتِ ماہواری میں قرار پائے گا اور دوسری صورت یہ کہ معتادہ کو چھٹے دن جب حیض شروع ہوا، دسویں دن سے بڑھ گیا تو اِس صورت میں عادت کے سات دن حیض اور آٹھویں سے استحاضہ شمار ہوگا، اِس صورت میں طواف حالتِ ماہواری میں نہیں کہلائے گا۔

اور استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ اُس میں نماز، روزہ، جماع، قرآن کو چھونے، مسجد میں داخل ہونے وغیرہا کچھ بھی ممنوع نہیں ہے وہ ایسے ہے جیسے دائمی نکسیر، چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

> استحاضہ کے خون کا حکم دائمی نکسیر کی مثل ہے جو روزہ، نماز اگرچہ نفل نماز ہو اور جماع کو مانع نہیں۔[142]

استحاضہ جب نماز کو مانع نہیں تو طواف کو بھی مانع نہ ہوگا، چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

مستحاضہ عورت کو طوافِ کعبہ سے نہ روکا جائے گا[143] جب کہ وہ آلودگی سے امن رکھتی ہو، "قہستانی"[144] میں "خزانہ" سے منقول ہے (جیسا کہ) "طحطاوی"[145] (میں ہے)[146]

[142] (الدُّرُّ المختار، کتاب الطّھارۃ، باب الحیض، ص ٤٤)

[143] اور اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے چنانچہ علامہ عبداللہ بن مبارک بن عبداللہ نقل کرتے ہیں: و لأنَّ المستحاضة وَ مَن به سلسل البول و نحوهما يَطوفُ و يُصلّى باتفاق المسلمين-(إجماعات ابن عبد البرّ فى العبادت، المبحث التّاسع: الحيض، المسألة السّادسة: دم الإستحاضة إلخ، ١/٣٥٦)

یعنی، کیونکہ مستحاضہ اور جسے سلسل البول کا عارضہ لاحق ہو اور جو اُن کی مانند ہے وہ طواف کرے گا اور نماز پڑھے گا اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

[144] جامع الرّموز، كتاب الطّهارت، باب الحيض، ١/٥٧

[145] حاشية الطّحطاوى على الدُّرِّ المختار، كتاب الطّهارة، باب الحيض، تحت قوله: لا يمنعُ صوماً إلخ، ١٥٢/١

[146] (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطهارة،باب الحيض، مطلب: لو أفتىٰ مفت بشىء من هذه الاقوال الخ،تحت قوله: لايمنع صوماً الخ ١/٥٤٤)

لیکن مُستحاضہ اوراس کی مثل دیگر شرعی معذور کا وضو صرف نماز کے وقت تک باقی رہے گا بشرطیکہ اور ف کوئی ناقض وضونہ پایا جائے اور وہ ہر نماز کے وقت وضو کرے گی کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"المُستَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِوَقتِ كُلِّ صَلَاةٍ" [۱۴۷]

یعنی، استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے گی۔

جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوگا تو وضو جاتا رہے گا چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

جب وقت نکل گیا تو اُن کا وضو باطل ہو گیا اور وہ دوسری نماز کے لئے نیا وضو کریں گے۔ [۱۴۸]

اور طلوعِ آفتاب کے بعد کے بعد کیا ہوا وضو نمازِ ظہر کا وقت ختم ہونے تک باقی رہے گا جیسا کہ "بدایۃ المبتدی" [۱۴۹] اور "در مختار" [۱۵۰] وغیرہما کُتبِ فقہ میں ہے۔

اِس لئے دوسری صورت میں کیا گیا طواف درست ہو جائے گا، اِس طرح عمرہ بھی درست ہو جائے گا اور اُس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں آئے گی۔

اور پہلی صورت میں جب طواف حالتِ ماہواری میں قرار پایا تو لازم ہوگا کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے، اُس کئے ہوئے طواف کا ماہواری سے پاک ہونے کے بعد اعادہ کرلے، اگر اعادہ کر لیتی ہے تو حالتِ ماہواری میں طواف کرنے سے جو جزاء لازم آئی وہ ساقط ہو جائے گی چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

اُس پر لازم ہے کہ پاک ہو کر اُس کا اعادہ کرلے، اگر اعادہ کر لیتی ہے تو اُس پر سے وہ ساقط ہو گیا جو واجب ہوا تھا۔ [۱۵۱]

---

[۱۴۷] الهداية، كتاب الطّهارة، باب الحيض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة و مَن به إلخ، ١-٢/١/٤١

[۱۴۸] بداية المبتدى، كتاب الطّهارة، باب الحيض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة و مَن به إلخ، ١-٢/١/٤١

[۱۴۹] بداية المبتدى، كتاب الطّهارة، باب الحيض و الإستحاضة، فصل: و المستحاضة إلخ، ١-٢/١/٤١

[۱۵۰] درمختار كتاب الطّهارة، باب الحيض، ص٤٦

[۱۵۱] لُباب المناسك مع شرحه للقارى، باب الجنايات، فصل: حائض طهرت فى آخر أيّام النّحر، ص٣٣٨

اور افضل بھی یہی ہے کہ جب تک مکہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے بلکہ اُسے اعادہ کا حکم دیا گیا جائے گا چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

> افضل یہ ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے طواف کا اعادہ کرے اور اس پر ذبح کرنا لازم نہیں اور اصح یہ ہے کہ اُسے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔[152]

اور اس صورت میں لازم آنے والا کفّارہ ساقط کرنے کے لئے طواف کا اعادہ لازم ہے کیونکہ نجاست حکمیہ سے پاکیزگی طواف میں واجب ہے اور سعی میں طہارت اگرچہ مستحب ہے پھر بھی اُسے چاہئے کہ طواف کے ساتھ سعی کا بھی اعادہ کرے، چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

> جب تک مکہ میں ہے تو اُس پر لازم ہے کہ دونوں کا اعادہ کرلے اِس لئے کہ طواف کا نقصان سعی میں سرایت کرگیا جو طواف کے بعد ہے ورنہ طہارت سعی میں مستحب ہے۔[153]

اور اگر طواف کا اعادہ کرلیتی ہے سعی کا اعادہ نہیں کرتی تو اُس پر کچھ لازم نہیں آئے گا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

> اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تو اُس پر کوئی شی لازم نہیں۔[154]

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

> اسی طرح کہا گیا اور صاحبِ ہدایہ[155] نے اسے صحیح قرار دیا اور یہی شمس الائمہ سرخسی اور امام محبوبی کا مختار ہے۔[156]

اور اگر اعادہ نہیں کرتی تو اُس پر دَم لازم ہوگا۔

---

[152] (بداية المبتدى مع الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل: و مَن طاف طوافَ القدوم إلخ، ١ـ٢/١٩٩)

[153] (المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فى طواف العمرة، ص ٣٩٠)

[154] (لُباب المناسك مع شرحه للقارى، باب الجنايات، فصل فى طواف العمرة، ص ٣٩١)

[155] (الهداية، كتاب الحجّ، باب الجنايات، فصل: و مَن طاف طوافَ القدوم إلخ، ١ـ٢/٢٠٠)

[156] (المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فى طواف العمرة، ص ٣٩١)

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ ھ لکھتے ہیں کہ

طوافِ عمرہ میں (بطورِ دم) بکری واجب ہے برابر ہے کہ جُنبی تھا یا بے وضو، کیونکہ وہ حج سے درجے میں کم ہے اگرچہ طواف عمرہ میں رُکن ہے۔ [157]

اور اِسی فصل میں لکھتے ہیں:

یعنی، بے شک طواف اس میں رُکن ہے اور حائضہ اس میں مثل جُنبی کے ہے کیونکہ حیض کی نجاست زیادہ قوی ہے۔ [158]

اور علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

یعنی، اگر عمرہ کا کُل یا اکثر یا اقل اگرچہ ایک چکر طواف حالتِ جنابت یا حیض یا نفاس میں یا بے وضو کیا تو اُس پر بکری لازم ہے۔ [159]

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

یعنی، ذکر کردہ تمام صورتوں میں (دَم لازم ہے)۔ [160]

لہٰذا صورت مسؤلہ میں حکم یہ ہوگا کہ ماہواری اگر چھٹے دن شروع ہو کر دسویں دن پر یا اس سے پہلے بند ہوئی تو اعادہ لازم ہوگا اِعادہ نہ کرنے کی صورت میں دَم دینا ہوگا اور اگر چھٹے دن سے شروع ہونے والی ماہوار دس دن سے بڑھ جاتی ہے تو کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اُعلم بالصواب

يوم الجمعة، ٧ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ٥ ديسمبر ٢٠٠٨ م　　490-F

حج میں مانع ماہواری گولیوں کا استعمال

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حج کے لئے آئی ہیں اور وہ مانع ماہواری گولیاں استعمال کرتی ہے اِس لئے کہ وہ حرمین

---

[157] (المسالك فی المناسك، فصل فی كفّارة الخنابة فی الطّواف، ٢/٧٨٥)

[158] (المسالك فی المناسك، فصل فی كفّارة الجنابة فی الطّواف، ٢/٧٨٥)

[159] (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنايات فی طواف العمرة، ص: ٣٩٠)

[160] (المسلك المتقسط

شریفین کی عبادات زیادہ سے زیادہ کر سکے اور پھر یہاں مخصوص ایام ٹھہرنے کے لئے ملتے ہیں وہ بھی ماہواری میں گزر جائیں تو ان مقامات پر عبادت کن ایام میں کرے گی، کیا اِس بنا پر وہ گولیاں استعمال کر سکتی ہے؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: ماہواری کا آنا یہ ایک قدرتی عمل ہے اور اُسے روکنا نقصان سے خالی نہیں ہوتا اور جہاں تک اِن گولیوں کے استعمال کا تعلق ہے جو ماہواری روکنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں تو وہ اس شرط کے ساتھ جائز ہیں کہ اُن میں کوئی حرام شی نہ ہو اور وہ طبّی وجسمانی لحاظ سے مُضرِ صحت نہ ہوں کہ کسی بڑے جسمانی عارضے کا سبب بنیں، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾[161]

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الثلاثاء، ٤ ذو الحجة ١٤٢٩ھ، ٢ ديسمبر ٢٠٠٨ م F-487

سفید رطوبت آنے کی صورت میں طواف کا حکم

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت کو سفید پانی آیا جو رطوبت کی صورت میں تھا جس میں ذرا برابر سرخی وغیرہ نہ تھی اور اُس نے اِسی حال میں نماز پڑھی اور طواف کر لیا تو اِس صورت میں اُس کی نماز اور اُس کے طواف کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟ (السائل: دانش، الفتانی حج گروپ، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس کی نماز اور طواف دونوں درست ہو گئے جب کہ اُس رطوبت کے ساتھ مذی ملی ہوئی نہ ہو اور اُس پر کچھ لازم نہ آیا کیونکہ ''عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے ناقص وضو

[161] (البقرة: ٢/١٩٥)

نہیں، اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔[١٦٢]

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

یعنی، شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔[١٦٣]

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ "فتاوی تاتارخانیه" (٤٣) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی، پس اُس سے کپڑا ناپاک نہ ہوگا اور نہ پانی جب اُس میں گر جائے، لیکن اُس میں اختلاف کی وجہ سے اُس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے، ...... میں کہتا ہوں یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کے ساتھ خون نہ ہو اور شرمگاہ کی رطوبت کے ساتھ مرد یا عورت کی مذی یا منی نہ ملی ہو۔[١٦٤]

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

یعنی، اِس سے عورت کی ظاہر شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت (کے پاک ہونے) کا حکم ظاہر ہوا اور اسی طرف ہے اندرونی شرمگاہ کی رطوبت کا حکم، بے شک وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پاک ہے، پس اُس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگرچہ بہہ جائے۔[١٦٥]

اور اگر سفید رطوبت کے ساتھ مذی بھی تھی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اِس طرح نماز اور طواف دونوں بے وضو قرار پائیں گے اور نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی اور طواف کا اِعادہ کرنا ہوگا۔

١٦٢۔ بہارِ شریعت، وضو کا بیان، وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان، ۲/۲۶، مکتبۃ المدینہ، کراتشی

١٦٣۔ (الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل: الإستنجاء، تحت قول التنوير: أو يغتسل فيه، ص: ٥٠)

١٦٤۔ الفتاوى التّاتارخانية، كتاب الطّهارة، الفصل السّابع: فى معرفة النّجاسات و أحكامها، ١/٢٢٦، (١/٣٠٠) بتصرّف

ردّ المحتار على الدّر المختار، كتاب الطّهارة، باب الأنجاس، فصل: الاستنجاء، مطلب: فى الفرق بين الاستبراءِ و الاستِنقَاء إلخ، تحت قوله: رُطوبةُ الفَرجِ، طاهرةٌ، ١/٦٢١)

١٦٥۔ (جدالممتار على ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ١/١٨٩)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۸ ذوالحجۃ ۱۴۳۱ھ، ۲۴ نوفمبر ۲۰۱۰م

694-F

مُحرمہ ماہواری آنے پر احرام کھول دے تو کیا حکم ہے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک عورت پاکستان سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچی، ابھی طواف عمرہ کے تین چکر ہی ہوئے تھے کہ ماہواری شروع ہوگئی تو اُس نے طواف چھوڑ دیا اور اُس نے ہوٹل آکر احرام کھول دیا اور احرام کی خلاف ورزیاں شروع کردیں، اب اُس عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(السائل: خرم عبد القادر، سولجر بازار، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ عورت فوراً احرام کی خلاف ورزیاں ترک کردے کیونکہ وہ احرام توڑنے کی نیت سے احرام سے باہر نہیں ہوئی اور اگر اُس نے ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب نہ کیا ہوگا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہوگا اُس احرام میں پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے، یاد رہے کہ عام طور پر عورتیں لاعلمی کی بناء پر سر بند وغیرہ کھولنے کو احرام کا کھلنا سمجھتی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، اور اگر ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہوگا جیسے خوشبو لگانا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، منہ ڈھکنا وغیرہا تو اُس پر صرف ایک دَم لازم ہوگا جو اُسے سرزمینِ حرم پر دینا ہوگا، چنانچہ علامہ سید امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ "اللباب" [۱۶۶] کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> یعنی، جان لیجئے کہ مُحرم نے جب احرام توڑنے کی نیت کرلی اور وہ اُن کاموں میں شروع ہوگیا جو غیر محرم کرتا ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو مارنا تو وہ اِس (نیت) سے احرام سے نہیں نکلے گا اور اُس پر لازم ہے وہ لوٹ آئے جیسا کہ مُحرم

[۱۶۶] (لباب المناسک، باب الجنایات، فصل: فی اِرتکاب المحرم المحظور، ص: ۴۵۰)

تھا (یعنی احرام کی پابندیاں شروع کر دے) اور اُس نے جن (ممنوعاتِ احرام) کا ارتکاب کیا اُس پر سب کا ایک دَم لازم ہے اگرچہ ہر ممنوع (کا مُرتکب ہوا) ہو، جنایات کے تعدُّد سے جزاء متعدّد صرف تب ہوگی جب اُس نے احرام توڑنے کی نیّت نہ کی، پھر احرام توڑنے کی نیّت صرف اُس سے معتبر ہے جو عدم خُروج کے مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے یہ گُمان رکھتا ہو کہ وہ اِس نیّت سے احرام سے نکل گیا۔ ١٦٧

اسی طرح مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ١١٧٤ھ نے "حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب" میں لکھا ہے۔ ١٦٨

یاد رہے کہ ممنوعاتِ احرام کے ارتکاب کی صورت میں بھی وہ مُحرمہ ہی رہے گی۔

والله تعالی أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ١٢ رمضان المبارک ١٤٣٣ھ، ١ اغسطس ٢٠١٢ م 801-F

طُہر متخلّل میں عمرہ ادا کرلیا تو کیا حکم ہے؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اگر ایک عورت نے ماہواری سے فارغ ہوکر غسل کر کے عمرہ ادا کیا، عمرہ ادا کرنے کے بعد اُسے دوبارہ خون آ گیا اور ماہواری شروع ہونے کے دس دنوں کے اندر اندر یہ خون آیا اور دس دن پورے ہونے سے قبل بند ہوا۔ تو آیا عمرہ ادا ہو گیا کہ نہیں اور دم وغیرہ لازم آیا کہ نہیں اور عورت نے اِس مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے عمرہ ادا کر کے بال کاٹ لئے اور احرام اُتار دیا ہے اب اُس کے لئے کیا حکم ہے جب کہ وہ ابھی مکہ میں ہی ہے؟

(السائل: محمد منیب قادری، کراچی)

---

١٦٧ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، باب الجنایات، تحت قوله: إلّا یقصد الرفض، ٣/٦٦٥)

١٦٨ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اوّل دربیان احرام، فصل: دھم: دربیان کیفیت خروج از احرام، تنبیہ حسن ١٠٣ (ص: ٦١، ٦٢، مطبع فتح الکریم)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس پر لازم ہے کہ وہ جب تک مکہ میں ہے طواف کا اِعادہ کرلے۔ اِس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ماہواری کی کم ازکم مدّت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

حیض کی کم سے کم مقدار تین دن تین راتوں کے ساتھ ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ ۱۶۹

اور عورت کو ماہواری آئے اور تین دن کے بعد کسی دن بھی رُک جائے اور پھر جاری ہو کر دس دنوں کے اندر اندر رُک جائے تو آخری بار رُکنے تک سارا پیریڈ ماہواری کہلاتا ہے جیسا کہ کُتُبِ فقہ میں مذکور ہے، لہٰذا مذکورہ عورت نے جو عمرہ ادا کیا وہ ایام ماہواری میں ادا کیا ہے، اور طواف میں طہارت واجب ہے اور دم اُس صورت میں لازم ہوگا جب وہ طوافِ عمرہ کا اعادہ نہ کرے اور چلا جائے، چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں:

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کیا اور اُس کے بعد سعی کی تو اُس پر دم لازم ہے اگر اُس نے طواف کا اعادہ نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا۔ ۱۷۰

اِس کے تحت مُلاّ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں کہ:

یعنی، طواف میں طہارت کو ترک کرنے کی وجہ سے، مگر جب تک مکہ میں ہے اُس پر لازم ہے کہ دونوں کا اعادہ کرے نقصانِ طواف کے اُس کے بعد سعی میں اثر کرنے کی وجہ سے، ورنہ طہارت سعی میں مستحب ہے۔ ۱۷۱

اِن تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ اُس عورت پر طواف کا اعادہ لازم ہے، ہاں اگر مکہ سے چلی گئی تو دم لازم ہو جائے گا اور طواف بلا احرام ہوگا کیونکہ جہاں بھی اِعادہ کا ذِکر کیا گیا وہاں احرام کی قید کسی نے بھی ذِکر نہیں کی ہے۔ اور اگر صرف طواف کا اِعادہ کرے اور سعی کا

۱۶۹ (الدر المختار، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ص: ۴۳)

۱۷۰ (لباب المناسک، باب الجنایات، فصل: فی الجنایۃ فی طواف العمرۃ، ص: ۳۹۱)

۱۷۱ (المسلک المتقسط، تحت قولہ: ولو طاف للعمرۃ إلخ، ص: ۳۹۱)

اِعادہ نہ کرے تو اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں کہ:

اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اِعادہ نہ کیا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہے۔[172]

اِس کے تحت مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اسے صاحبِ ہدایہ[173] نے صحیح قرار دیا ہے اور یہی شمس الائمہ سرخسی[174] اور امام محبوبی[175] کا مختار ہے۔[176]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الأحد، ٢ رمضان المبارك ١٤٣٣ھ، ٢٢ یولیو ٢٠١٢ م 799-F

١٧٢۔ (لُباب المناسك، باب الجنایات، فصل : فی الجنایة فی طواف العمرة، ص ٣٩١)

١٧٣۔ الهدایة، کتاب الحجّ، باب الجنایات، فصل: من طاف طواف القُدوم، ١۔٢/٢٠٠، و قال: و کذا إذا أعاد الطّواف و لم یعد السّعی فی الصّحیح ، یعنی، فرمایا اور اِسی طرح صحیح قول کے مطابق جب طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا۔

١٧٤۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسك، باب الطّواف، ٣٧/٤/٢، و قال: فکذلك یستحبُّ إعادة ذلك الرّمل و السّعی یوم النّحر، و إن لم یفعل لم یضُرّہ و لا شیٔ علیه، یعنی، فرمایا، اِسی طرح یوم نحر میں رَمل اور سعی کا اعادہ مستحب ہے اور اگر نہ کرے تو اُسے کوئی ضرر نہیں ہے اور اُس پر کچھ نہیں ہے۔

١٧٥۔ محبوبی سے مراد صاحب ''وِقایة الرّوایة'' یا شارح ''وِقایة الرّوایة'' صدر الشریعہ اصغر عبید اللہ بن مسعود ہیں، ان کے نام کے ساتھ محبوبی اِس لئے آتا ہے کہ محبوب اُن کے آباء میں سے کسی کا نام تھا، علامہ ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی نے ''عمدۃ الرعایة'' میں جو نسب ذِکر کیا ہے اُس میں صحابیِ رسول حضرت عبادہ بن الصّامت انصاری رضی اللہ عنہ کے پوتے کا نام محبوب بن الولید بن عبادہ بن الصّامت تھا۔

١٧٦۔ المسلك المقتسط، تحت قوله : ولو طاف للعمرة ...... إلخ، ص ٣٩١

رمی جمرۂ عقبہ کے بعد محرمہ کا دوسری محرمہ کے بال کاٹنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک محرمہ عورت کہ جس نے ۱۰ تاریخ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کر لی ابھی اس کی قربانی نہیں ہوئی تھی اُس نے دوسری ایسی عورت کا قصر کیا کہ جس کی قربانی ہو چکی تھی، اب بال کاٹنے والی عورت پر کیا لازم آئے گا؟ (السائل: حافظ محمد فاروق امجدی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ عورت جس نے دوسری عورت کے بال کاٹے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں، اُس پر حج کی قربانی واجب ہو گی یا واجب نہیں ہوگی، کیونکہ اُس کا حج تمتع یا قران ہے تو قربانی واجب ہے، اِسی لئے اِسے ''دم شکر'' کہتے ہیں اور عوام اُسے قربانی کا نام دیتے ہیں، اگر اُس بال کاٹنے والی عورت کا حج قران یا تمتّع تھا تو اُس کے احرام کھولنے کا وقت ذبح کے بعد تھا اور اُس نے اس سے قبل دوسری عورت کے بال کاٹے تو اُس پر صدقہ لازم آئے گا، اور اگر اُس بال کاٹنے والی عورت نے حجِ افراد کا احرام باندھا تھا تو اُس پر کچھ بھی لازم نہ آئے گا کیونکہ اُس پر قربانی واجب نہیں ہے اُس کے احرام کھولنے کا وقت جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ہے وہ اُس نے کر لی، اب دونوں کے احرام کھولنے کا وقت تھا لہٰذا وہ اپنے بال خود بھی کاٹ سکتی تھی، اور اپنے جیسی دوسری محرمہ کے بال کاٹ سکتی تھیں۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگر قران یا تمتّع کا احرام تھا تو بال کاٹنے والی پر صدقہ (یعنی صدقہ فطر) لازم آیا اور اگر افراد کا احرام تھا تو کچھ بھی لازم نہ آیا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱٦ ذوالحجة ۱٤۳۳ھ، یکم نوفمبر ۲۰۱۲م 830-F

عورت کا ایک پورے سے کچھ کم بال کاٹنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ہمارے گروپ میں آنے والی خواتین میں سے ایک خاتون نے پاکستان سے آتے ہوئے جب عمرہ

ادا کر کے بال کٹوائے تو سر کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور ایک تہائی بالوں میں سے ایک پورے سے کچھ کم بال کاٹے، اس طرح جب حج کے احرام سے فارغ ہونے کا وقت آیا تو بھی اتنے ہی بال کاٹے جب کہ اُس نے ایک پورے کی مقدار بال کاٹنے تھے، اب یہ عورت احرام سے فارغ قرار دی جائے گی یا نہیں؟

(السائل: حافظ محمد رضوان بن غلام حسین، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسؤلہ میں مذکورہ عورت احرام سے فارغ قرار دی جائے گی اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا کیونکہ حلق یا قصر میں واجب مقدار کم از کم چوتھائی سر ہے چنانچہ علامہ نظام حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

تقصیر یہ ہے کہ مرد اور عورت اپنے بالوں کے سروں سے ایک پورے کی مقدار چوتھائی سر سے لیں، اسی طرح ''التبیین'' ۱۷۷ میں ہے کہ فقہاء کرام نے فرمایا، واجب ہے کہ تقصیر میں پورے کی مقدار سے زیادہ کرے، کیونکہ بالوں کے سرے عادۃً برابر نہیں ہوتے، پس واجب ہوا کہ پورے کی مقدار سے زیادہ کرے تاکہ تقصیر میں پورے کی مقدار یقیناً پوری ہو جائے۔ اسی طرح ''غایۃ السّروجی شرح الہدایہ'' میں ہے۔۱۷۸

اور علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

یعنی، عورت نے اگر سر کے کچھ حصے کا قصر کروایا اور کچھ کا چھوڑ دیا تو اُسے جائز ہوا جب کہ جو قصر کروایا ہے وہ سر کی چوتھائی کو پہنچ جائے۔۱۷۹

اور اگر چوتھائی سے کم ہو تو جائز نہیں ہے چنانچہ علامہ عالم بن العلاء لکھتے ہیں:

اگر اس سے (یعنی چوتھائی سے) کم ہے تو اُسے جائز نہیں عورتوں کے حق میں تقصیر کا مردوں کے حق میں حلق کے ساتھ اعتبار کرتے ہوئے۔۱۸۰

---

۱۷۷ (تبیین الحقائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والحلق أحب، ۳۰۸/۲)

۱۷۸ (الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس: فی کیفیة أداء الحج، ۲۹۵/۱)

۱۷۹ (الفتاوی التاتارخانية، كتاب الحج، الفصل رابع عشر: فی الحلق والقصر، ۴۰۵/۲)

۱۸۰ (الفتاوی التاتارخانية، كتاب الحج، الفصل رابع عشر: فی الحلق والقصر، ۴۰۵/۲)

مذکورہ عورت نے تقصیر میں ایک تہائی بال کاٹے جو یقیناً چوتھائی سے زیادہ ہیں، باقی رہا پورے کی مقدار تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ پورے کی مقدار سے تھوڑا سا زیادہ کاٹنا واجب ہے، اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ عادۃً سر کے بال برابر نہیں ہوتے اسی لئے ہمارے ہاں عورتوں کو تقصیر کا طریقہ بتایا اور سکھایا جاتا ہے اُس میں ایک تہائی بالوں کو سرے سے انگلی کے گرد لپیٹ کر کاٹنا بتایا اور سکھایا جاتا ہے۔ اس میں دو فائدے ہیں ایک تو چوتھائی بالوں کا کاٹنا جو کہ واجب ہے وہ یقیناً حاصل ہو جاتا ہے اور انگلی کے گرد لپٹے ہوئے بال سیدھے کر کے ناپے جائیں تو تقریباً دو پورے کے برابر ہو جاتے ہیں جس میں واجب یقیناً ادا ہو جاتا ہے اور اگر عورت نے اگر ایسا ہی کیا تھا کہ انگلی کے گرد لپیٹ کر لپٹنے والے بالوں کے حصے سے کچھ کم کاٹے تھے اور قوی گمان بھی یہی ہے کیونکہ جس گروپ کی خاتون کے بابت سوال ہے اس نے جہاں حج کی تربیت حاصل کی جو کتاب اُسے دی گئی اس میں یہی طریقہ ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اُس نے انگلی کے پورے سے بالوں کے سرے کو ناپ کر پورے سے کم بال کاٹے ہوں گے تو اس سے واجب ادا نہ ہوگا کیونکہ تقصیر یہی ہے کہ چوتھائی سر کے بال کم از کم ایک پورے کے برابر کاٹے جائیں چنانچہ علامہ حسن بن منصور اوزجندی نے "فتاویٰ قاضیخان" [181] میں علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی نے "ھدایہ" [182] کے اندر، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے "حیات القلوب" [183] میں یہی لکھا ہے۔

اور علامہ اکمل الدین بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں کہ

181۔ و التَّقصيرُ أن يقطعَ من رُؤُوسِ الشَّعرِ قدرَ الأَنمِلَةِ، یعنی، تقصیر یہ ہے کہ بالوں کے سِروں سے پورے کی مقدار کاٹے جائیں (فتاویٰ قاضیخان، كتاب الحجّ، فصل في كيفية الحج، ۱/ ۱۸۰)

182۔ و التَّقصيرُ أن يأخذَ من رُؤُوس شعرِهِ مقدارَ الأَنمِلَة، یعنی، اور تقصیر یہ ہے کہ اپنے بالوں سے ایک پورے کی مقدار لے (الهداية، كتاب الحج، باب الإحرام، ۱۔۲/ ۱۷۹، مع الفتح)

183۔ اقل گرفتن مقدار سر انگشت است از طول موئے، یعنی، کم از کم لینا بالوں کی لمبائی سے انگلی کے سر کی مقدار ہے۔ (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، ص:۲۰۶)

کہا گیا ہے کہ (بال کاٹنے میں) یہ اندازہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے۔[۱۸۴]

لہٰذا اِس عورت سے معلوم کر لیا جائے کہ اُس نے بال کیسے کاٹے تھے اگر اِس طرح کاٹے کہ جس سے واجب ادا ہو گیا جیسا کہ ہم نے لکھا ہے تو فبہا ورنہ اس کا مسئلہ معلوم کر لیا جائے کہ بغیر معلوم کئے ہم اُس کی تفصیل بیان نہیں کر سکتے۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ۱۳ ذوالحجۃ ۱٤۳۳ھ، ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۲م

عام حالات میں عورت نماز میں منہ کھولے گی

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت جب احرام میں نہ ہو تو نماز کے لئے اپنے چہرے کو کھولے گی یا نقاب میں ہی نماز پڑھ لے؟

(السائل: محمد ریحان)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: عورت کا پورا بدن عورت ہے سوائے چہرے، ہاتھوں اور قدموں کے چنانچہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ لکھتے ہیں:

آزاد عورت کا پورا بدن عورت ہے سوائے اس کے چہرے، ہاتھوں اور قدموں کے۔[۱۸۵]

عام حالات میں فقہاء کرام نے جوان عورت کے چہرے کو چھپانے کا حکم دیا ہے چنانچہ علامہ سید ابو جعفر احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

جوان عورت کو خوفِ فتنہ کی وجہ سے چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا نہ اس لئے کہ چہرہ عورت ہے۔[۱۸۶]

---

[۱۸۴] (العنایة علی هامش الفتح، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: مقدار الأنملة، ۲/۳۸٦)

[۱۸۵] (نور الایضاح مع شرحه للمصنف، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وارکانها، فصل فی متعلقات شروط الصلوٰة إلخ، ص ۲٤۱)

[۱۸٦] (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة إلخ، فصل فی متعلقات شروط الصلاة إلخ، ص ۲٤۱)

جہاں تک نماز میں چہرہ کھولنے یا چھپانے کا مسئلہ ہے تو اس کے بارے میں فقہاء کرام نے تصریح کی ہے چنانچہ علامہ حسین بن محمد بن حسین سمنقانی حنفی متوفی ۷۴۶ھ لکھتے ہیں:

مگر عورت تو وہ اپنی نماز میں ہر شئے کو چھپائے گی ماسوائے اپنے چہرے دونوں ہاتھوں اور دونوں قدموں کے۔[۱۸۷]

اور نماز میں چہرے کو چھپانا فقہاء کرام نے مکروہ قرار دیا ہے چنانچہ علامہ علی بن عثمان زیلعی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

نماز میں "تلثّم" مکروہ ہے اور وہ نماز میں ناک اور منہ کو ڈھکنا ہے کیونکہ یہ مجوسیوں کے اپنی عبادت میں حالت کے مشابہ ہے۔

اور علامہ شبلی حنفی "تلثّم" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فراء نے کہا کہ "اللِثام" وہ ہے جو منہ پر نقاب ہو۔[۱۸۸]

اور علامہ حسن بن عمار شرنبلالی نماز کے مکروہات کے بیان میں لکھتے ہیں:

اور اپنے منہ اور ناک کو ڈھکنا (نماز میں مکروہ ہے) اس حدیث کی بنا پر جسے ہم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

أنّہُ علیه الصّلاۃ و السّلام "نَھی عَنِ السَّدْلِ وَ أنْ یُغَطِّی الرَّجُلُ فَاہُ"

نبی کریم ﷺ نے سدل اور مرد کے اپنے چہرے کو ڈھکنے سے منع فرمایا۔

اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

پس "تلثّم" اور ناک اور منہ کو چھپانا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس کے آگ کی عبادت کی حالت میں فعل کے مشابہ ہے۔[۱۸۹]

اور یہاں کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے چنانچہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی

---

[۱۸۷] (خزانة المفتین ، کتاب الطھارة ، ۱/۱۳)

[۱۸۸] (حاشیة الشبلی علی تبیین الحقائق ، کتاب الصلاة ، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا، ۱/۴۱۸)

[۱۸۹] (مراقی الفلاح ، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، فصل فی المکروھات، ص ۲۰۱)

لکھتے ہیں:

و نقل "ط" عن "أبی السعود": أنّها تحریمیّۃ [190]

یعنی، "طحطاوی" [191] نے "ابو السعود" [192] سے نقل کیا ہے کہ کراہت تحریمیہ ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم الثلثاء، ۱۸ ذو الحجۃ ۱۴۲۹ھ، ۱۶ دیسمبر ۲۰۰۸م

احرام سے باہر ہونے کے لئے نیت کی حیثیت

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی عورت نے ماہواری کے سبب عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھا ہو تو کیا خلاف احرام عمل کرنے سے وہ احرام سے باہر ہو جائے گی یا احرام کھولنے کی نیت سے ایسے اعمال کرنا ضروری ہوں گے کہ جو احرام میں ممنوع ہیں؟ (السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ایسی عورت کا صرف ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کرنا احرام عمرہ سے فارغ ہونے کے لئے کافی نہ ہوگا۔ اس لئے وہ جتنی جنایات کرے گی اُتنے کفارے لازم آئیں گے، بلکہ اُسے احرام سے باہر ہونے کی نیت کرنا ضروری ہوگی کہ ممنوعاتِ احرام کا ارتکابِ احرام سے باہر ہونے کی نیت سے کرے، چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

ہر وہ محرم جسے حج یا عمرہ کو چھوڑنا لازم ہو وہ چھوڑنے کی نیت کا محتاج ہے۔ [193]

---

[190] ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد ومایکرہ فیھا تحت فروع، تحت قول الدر والثلم، ۱۸۴/٤

[191] (حاشیۃ الطحاوی علی الدرالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ۲۵۷/۱، تصرف)

[192] (فتح المعین، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، تحت قولہ: ۲٤۳/۱)

[193] (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الإضافۃ أحد النسکین، تحت قولہ: و کل من لزمہ الرفض، ص: ٤۱۹)

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم ، ذوالحجة ١٤٣٥هـ، سبتمبر ٢٠١٤م 942-F

دورانِ طواف بیوی کا ہاتھ تھامنے سے شہوت پیدا ہونا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ میں اِس طرح طواف کیا کہ اُس نے اپنی بیوی کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، دورانِ طواف اُسے شہوت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ چند قطرے مذی کے بھی نکل آئے، اس حال میں اُس نے طواف مکمل کیا اور سعی کر کے حلق کروادیا، اب اُس پر کیا لازم آئے گا؟

(السائل: C/O صاحبزادہ نذیر جان، مکہ مکرمہ)

باسمه تعالى وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس سے دو جرم سرزد ہوئے، ایک حالت احرام میں جماع ودواعی جماع حرام ہیں جس سے وہ دواعی جماع کا مرتکب ہوا، دوسرا بے وضو طوافِ عمرہ مکمل کرنے کا جرم، دواعی جماع کے ارتکاب پر دَم لازم آیا اور بے وضو طواف کی صورت میں اعادہ اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں اُس پر اس کا بھی دَم لازم آئے گا۔

پہلا جرم: (حالت احرام میں) عورت سے ایسا اختلاط جس سے دونوں کو لذت حاصل ہو قربانی واجب کرتا ہے، لیکن اگر بوس وکنار (اور چھونا) بغیر شہوت ولذت کے عمل میں آئے تو اس پر کچھ کفارہ نہیں مگر یہ ایک فعل عبث ولایعنی ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔[١٩٤]

اب اس میں دو روایات ہیں، ایک جس میں لُزوم کے لئے دواعی میں اِنزال کو شرط نہیں کیا گیا اور دوسری جس میں اِنزال کو شرط کیا گیا، ایک روایت "کتاب الأصل" کی ہے جب کہ دوسری "الجامع الصغیر" کی ہے پھر دونوں کی تصحیح بھی مذکور ہے، ایک کو اکثر نے ترجیح دی ہے جب کہ دوسری کی "قاضیخان" نے تصحیح کی ہے، ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو احتیاط اسی میں نظر آتی ہے کہ دواعی جماع بلا اِنزال میں لُزوم دَم کے قول پر ہی عمل کیا

١٩٤ (الحج، عورت سے صحبت وبوس وکنار، ص: ۵۳)

جائے۔

چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ بے شک دواعی جماع جیسے معانقہ، مباشرت فاحشہ، شرمگاہ کے علاوہ میں جماع، شہوت کے ساتھ بوسہ اور چُھونا دَم کو واجب کرنے والے ہیں چاہے اِنزال کرے یا نہ کرے، وُقوف سے قبل ہو یا وُقوف کے بعد، اور ان میں سے کوئی شئ اُس کے حج کو فاسد نہیں کرے گی، جیسا کہ "لباب المناسك" میں ہے۔ [195]

لہٰذا شہوت کے ساتھ چھونے پر دَم لازم ہو گیا جیسا کہ صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں:

مباشرت فاحشہ، شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن کو مَس کرنے میں دَم ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ [196]

جیسا کہ "الجوهرة النيرة" میں ہے۔

اور اُس نے دوسرا جرم یہ کیا کہ بلا وضو طوافِ عمرہ کیا، طواف عمرہ کے جتنے بھی چکر بلا وضو کئے اُن کا اعادہ واجب ہو گا اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دَم لازم ہو گا، لہٰذا اگر مکہ میں ہے تو اعادہ کر لے اور چلا گیا ہے تو دم دے کیونکہ مذی کے قطرے نکلنے سے اُس کا وضو رہا، اس طرح اُس کا بقیہ طواف بے وضو ہوا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

اگر عمرہ کا کُل یا اُس کا اکثر، یا اقل طواف اگرچہ ایک چکر حالت جنابت میں یا حالت حیض یا نفاس میں یا بے وضو کیا تو اُس پر بکری (ذبح کرنا بطور دَم) لازم ہے، اس میں قلیل و کثیر، جنبی اور بے وضو میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ طوافِ عمرہ کو بدنہ کو کوئی دخل نہیں اور نہ ہی صدقہ کو برخلاف

---

۱۹۵ (ردالمحتار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قول التنوير: أو قبل، ۳/ ۶۶۷)

۱۹۶ (بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور اُن کے کفارے، ۱/ ۶/ ۱۰۶)

طوافِ زیارت کے۔[197]

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اگر بے وضو عمرہ کا طواف کیا اور اُس کے بعد سعی کر لی، اگر اُس نے طواف کا اعادہ نہ کیا اور اپنے اہل کو لوٹ گیا تو اُس پر دَم ہے اور سعی کا اعادہ ترک کرنے میں اس پر کچھ نہیں ہے، اور اگر طواف کا اعادہ کر لیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تو اس پر کچھ نہیں۔[198]

اور طواف میں طہارت واجب ہے، چنانچہ علامہ شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:

اگر کسی نے بلا وضو طواف کیا تو یہ طواف تو شمار ہوگا لیکن اس کا اعادہ بہتر ہے۔ اگر اس نے اعادہ نہ کیا تو دم اس پر واجب ہوا۔[199]

اور عمرہ کے طواف میں قلیل وکثیر میں کوئی فرق نہیں ہے اور عمرہ کے طواف میں نہ تو بدنہ ہے اور نہ ہی صدقہ جیسا کہ اوپر گزرا، لہٰذا اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دَم متعین ہوگا۔

لہٰذا مذکورہ شخص پر دواعی جماع کی وجہ سے ایک دَم تو لازم ہوا اور بے وضو طواف مکمل کرنے کی وجہ سے اس کا باوضو اعادہ لازم ہوا اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دوسرا دَم لازم آئے گا۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

یوم السبت، ۱۴ ذوالحجۃ ۱۴۳۴ھ، ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۳م

---

[197] (لباب المناسك و غباب المسالك، باب الجنايات، فصل: فی الجناية فی طواف العمرة، ص:۲۱۷)

[198] (لباب المناسك و غباب المسالك، باب الجنايات، فصل: فی الجناية فی طواف العمرة، ص:۲۱۷)

[199] (المبسوط، كتاب المناسك، باب الطواف، ۲/ ۶۷۰)

حج

حائضہ اورحجِ تمتع

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ہم لوگ پاکستان سے آئے تھے مکہ مکرمہ آئے عمرہ ادا کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اب ہم مدینہ شریف سے حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے نکل رہے ہیں ہمارے ساتھ خواتین بھی ہے ان میں سے ایسی خواتین کہ جن کے ایام ماہواری قریب ہیں کہ شاید اُن کو مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرنے کی بھی فرصت نہ ملے کہ ماہواری شروع ہو جائے اور پھر وہ عورت کیا کرے اگر وہ عمرہ کا احرام باندھتی ہے تو عمرہ ادا نہ کر پائی گی کہ یوم عرفہ آجائے گا اور اگر صرف حج کا احرام باندھ کر آتی ہے تو اس کا حج تمتع رہے گا یا نہیں؟

(السائل: حافظ فاروق امجدی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ایسی عورت کو چاہیئے کہ صرف حج کا احرام باندھے اور وہ اگر وہ عمرہ کا احرام باندھے گی پھر عمرہ ادا نہ کر سکی یوم عرفہ آ گیا تو عمرہ کو چھوڑنا اور حج کا احرام باندھنا ہوگا جس پر چھوڑے ہوئے عمرے کی قضاء اور عمرہ ادا کئے بغیر عمرہ کا احرام کھولنے کا دم لازم آئے گا۔ اور یہ عورت چونکہ پاکستان سے آئی ہے اور عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تھی آتے ہی عمرہ ادا کیا پھر مدینہ شریف روانہ ہوئی اب اگر وہاں سے حج کا احرام باندھ کر آئی ہے تو اُس کا حج تمتع ہی رہے گا کیونکہ وہ احرام کھولنے کے بعد اپنے وطن کو نہیں لوٹی صرف مدینہ شریف گئی ہے اور وہ اُس کا وطن نہیں ہے۔

اور مذکورہ خاتون عمرہ ادا کر کے مدینہ شریف گئی ہے جو اُس کا وطن نہیں ہے اِس لئے جب وہ مدینہ شریف سے حج کا احرام باندھ کر آئے گی اور حج ادا کرے گی تو اس کا حج تمتع ہی رہے گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

ذوالحجۃ ۱۴۳۶ھ، ستمبر ۲۰۱۵م F-977

سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حج

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع میں کون سا حج ادا فرمایا؟ حجِ قران یا حج تمتع یا حجِ افراد؟

(السائل: آصف مدنی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حجۃ الوداع میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حجِ افراد ادا فرمایا، آپ نے تمام صحابہ کرام کی طرح پہلے حج کا احرام باندھا تھا۔ پھر جب مقام سرِف (نواریہ) پر حضور ﷺ نے اُن صحابہ سے جو ساتھ جانور نہیں لائے تھے حج کے احرام کو عمرہ کے احرام میں بدلنے کا حکم فرمایا تو آپ نے بھی عمرہ کی نیت کر لی اور حائضہ ہوگئیں اس طرح آپ عمرہ کے احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچیں، عمرہ ادا نہ کیا تھا کہ یوم عرفہ آ گیا اور نبی کریم ﷺ نے آپ کو عمرہ کا احرام چھوڑنے اور حج کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا، اس طرح آپ نے حج کا احرام باندھا اور حج ادا کیا حج کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم پر آپ نے چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کی، اور اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حج کے بارے میں مروی روایات کثرت سے کُتُبِ احادیث میں موجود ہیں اور اُن میں بہت اختلاف ہے۔

(اِس حوالے سے مزید تفصیل پڑھنے کے فتاوی حج وعمرہ دسواں حصہ، صفحہ: ۳۶ تا ۴۸ کا مطالعہ کریں)

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

ذوالحجۃ ۱۴۳۶ھ، ستمبر ۲۰۱۵م F-978

عورت عدت میں ہو تو محصرہ کہلائے گی یا نہیں؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ عورت کے حق میں عدت احصار کے لئے عذر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کب؟ حج پر جانے سے قبل یا دوران حج؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں حج فرض ہو جانے کے بعد حج ادا کرنے کے لیے جو شرائط درکار ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ حج پر جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو وہ عدت چاہے طلاق کی ہو یا وفات کی۔

چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

یعنی: جیسا کہ محرم کے لئے شرط ہے اسی طرح عدت میں نہ ہونا حج کی شرائط میں سے ہے۔[200]

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفیٰ ۹۹۳ھ اور علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ حج کے وُجوبِ ادا کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی، عدت کا نہ ہونا۔[201]

مُلّا علی قاری حنفی متوفیٰ ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

اُس کا عدت میں نہ ہونا۔[202]

اور مُلّا علی قاری دوسری جگہ لکھتے ہیں:

(شرائط ادا کی پانچویں شرط) عورت کے حق میں عدت کا نہ ہونا ہے۔[203]

''لباب المناسك'' کی عبارت کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

أی من طلاق بائن، أو رجعی أو وفاۃ أو فسخ۔[204]

---

[200] (فتح القدیر، کتاب الحج، تحت قولہ: ویعتبر فی المرأۃ، ۲/ ۴۲۴)

[201] (لباب المناسك، باب شرائط الحج، النوع الثانی بشرائط الأداء، الشرط الخامس، ص: ۸۰)

(نورالإیضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الحج، ص ۳۶۶)

[202] لبّ لباب المناسك فی ضمن مجموع رسائل للعدۃ الملا علی القاری، ۴۰۱/۳

[203] بدایۃ السالك فی نہایۃ المسالك فی ضمن مجموع رسائل العدۃ الملا علی القاری، الباب الأول: فی فرائض الحج، تحت قولہ: والوقت، ۴۵۸/۳

[204] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب شرائط الحج، النوع الثانی، الشرط الخامس، ص ۸۰

طلاق بائن یا رجعی یا وفات یا فسخ کی عدت کا نہ ہونا۔

اور علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ اس کے ''حاشیہ'' میں لکھتے ہیں:

من طلاق بائن أو رجعی أو وفاة لقوله تعالی ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ ۲۰۵

یعنی، طلاق بائن یا رجعی یا وفات کی عدت کا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ''تم عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ عدت اِحصار کا عذر ہے لہٰذا اگر حج پر جانے سے پہلے شوہر کا انتقال ہوا یا شوہر نے بیوی کو طلاق دی تو اب عدت واجب ہو جانے کے سبب عورت معذور و محصور ہوگی، لہٰذا اس سال عورت پر حج کی ادائیگی فرض نہ ہوگی اور ایک قول کے مطابق حج ہی فرض نہ ہوگا اور پہلا قول اظہر ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يوجب عليها أی الحج كما فی شرح "المجمع" لابن فرشته: وهو مشعر بأنه شرط الوجوب، وذكر ابن امير الحاج أنه شرط الأداء، وهو الأظهر فی حكم القضاء۔" ۲۰۶

یعنی: اگر عورت اس کے شہر والوں کے حج کو بھیجنے کے وقت عدت میں تھی تو اس پر حج واجب نہیں جیسا کہ ابن فرشتہ کی شرح ''المجمع'' میں ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ وجوب حج کی شرط ہے اور ابن امیر الحاج نے ذکر کیا کہ یہ شرط ادا ہے اور حکم قضاء میں یہی اظہر ہے۔

اور اگر عورت احرام باندھ لے اس کے بعد اس کا شوہر اُسے طلاق دے دے تو اُسے عدت لازم ہو جاتی ہے اور وہ محصرہ ہو جاتی ہے۔

---

۲۰۵ حاشية الطحطاوی، كتاب الحج، تحت قوله: عدم قيام العدة، ص ۷۲۸

۲۰۶ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب شرائط الحج، النوع الثانی، الشرط الخامس، ص ۸۰

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فلو أهلت بالحج فطلقها زوجها ولزمتها العدة صارت محصرة ولو مقيمة أو مسافرة معها محرم [۲۰۷]

یعنی، اگر عورت نے حج کا احرام باندھا پھر شوہر نے اسے طلاق دے دی تو عورت کو عدت لازم ہوگی اور عورت محصرہ بھی ہو جائے گی اگرچہ کہ عورت مقیم ہو یا محرم کے ساتھ سفر پر ہو۔

اور اگر حج پر جانے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوا یا بیوی کو طلاق کی خبر پہنچی تو اب مسافتِ سفر کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا اگر عورت ایسی جگہ پہنچی کہ جہاں سے دونوں جانب مسافتِ سفر یعنی تین دن سے زیادہ کی راہ ہے تو اگر عزت و آبرو کے ساتھ وہاں رہنا میسر ہو تو عورت محصرہ ہو جائے گی اور محرم کے آنے تک وہیں رکنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر ایسی جگہ پہنچی کہ جہاں سے مسافتِ سفر کم ہو جیسے جدہ تو اب محصرہ نہ ہوگی لہٰذا اب یہاں سے مکہ مکرمہ چلی جائے اور حج کے بعد وہیں قیام کرے حتی کہ اس کا کوئی محرم اس کو لینے کے لیے وطن سے پہنچ جائے۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فلو أحرمت وليس لها محرم ولا زوج فهي محصرة كما في "اللباب" و "البحر"، ثم هذا إذا كان بينها و بين مكة مسيرة سفر و بلدها أقلّ منه أو أكثر لكن يمكنها المقام في موضعها و إلا فلا إحصار فيما يظهر [۲۰۸]

یعنی، پھر اگر عورت نے احرام باندھا اس حال میں کہ اس کا نہ کوئی محرم ہے اور نہ ہی شوہر تو وہ عورت محصرہ ہوگی۔

جیسا کہ (علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی کی) "لباب المناسک" اور (علامہ زین الدین

[۲۰۷] ردّ المحتار، كتاب الحج، باب الإحصار، ۳/۶

[۲۰۸] ردّ المحتار، كتاب الحج، باب الاحصار، ۴/۵

ابن نجیم حنفی کی کتاب) ''بحر الرائق'' میں ہے۔ پھر یہ اس وقت ہے کہ جب عورت اور مکہ مکرمہ کے مابین مسافتِ سفر ہو اور عورت کا شہر مکہ مکرمہ سے کم فاصلے پر ہو یا زیادہ البتہ وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں عورت کے لیے قیام ممکن ہو ورنہ احصار کا حکم نہ ہوگا۔

علماء کرام بعض مسائل میں ضرورت شدیدہ کی بناء پر مذہب غیر کی اتباع کی وقتی اجازت دیتے ہیں، چنانچہ مفتی عبدالواحد قادری لکھتے ہیں: اب چونکہ ہمارے زمانے میں سفرِ حج کے دوران عورت کے محرم یا شوہر کا انتقال ہو جانے یا بیوی کو طلاق ہونے کی صورت میں محارم میں سے کسی کا عورت کے پاس پہنچنا پاسپورٹ، ویزہ، اور ٹکٹ وغیرہ کے مسائل کی بناء پر قدرِ آسان نہیں لہٰذا ایسی صورت میں عند الضرورت مذہبِ غیر کی تقلید کی وقتی اجازت مل سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام شافعی کے مذہب کے مطابق عورت اپنے قافلے میں معتمد وثقہ عورتوں کو تلاش کرے اور ان کے ساتھ سفر کو جاری رکھے یا پھر وطن واپس آجائے دونوں کا اختیار ہے لیکن اس رخصتِ شرعی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنی صوابدید پر کسی عذر کو ضرورت مان کر مذہب غیر پر عمل کر لیا جائے۔ شرعی طور پر جب تک ضرورت متحقق نہ ہو مذہبِ غیر پر عمل جائز نہیں اگر چہ کہ مذاہبِ اربعہ برحق ہیں لیکن جو جس مذہب کا مقلد ہے اس پر اسی کی تقلید واجب ہے۔ ملخصا[۲۰۹]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

ذو الحجة ١٤٣٦هـ، ستمبر ٢٠١٥م 994-F

[۲۰۹] فتاوی یورپ، کتاب الحج، ص ۳۳۱

متمتعہ حائضہ حج کا احرام کب باندھے؟

استفتاء: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ قران والی حائضہ عورت تو وقوف والے دن تک ماہواری کے بند ہونے کا انتظار کرے گی پھر یوم عرفہ آجائے تو اس کا عمرہ رہ جائے گا اور اگر یہی معاملہ حج تمتع والی کو درپیش ہو تو وہ کب تک انتظار کرے؟ (السائل:: محمد اقبال الضیائی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں تمتع کی نیت سے آنے والی عورت کے ساتھ اگر ایسا معاملہ ہو جاتا ہے اور اسے یوم عرفہ سے قبل ماہواری کے ختم ہونے کی اُمید نہ ہو تو وہ جب چاہے عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ سکتی ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے کیا تھا۔

اور اگر اسے امید ہے کہ یوم عرفہ سے قبل ماہواری بند ہو جائے گی تو اسے منٰی سے عرفات کو نکلنے تک انتظار کرنا ہوگا اگر ختم ہو جائے تو مکہ مکرمہ آکر عمرہ ادا کر کے عرفات کو روانہ ہوگی اور اگر ختم نہیں ہوتی تو عرفات کو روانگی سے قبل منٰی میں ہی عمرہ کے احرام کو چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے کیونکہ منٰی حرم میں ہے اور اسے حدود حرم سے احرام باندھنا لازم ہے

اور احرام چھوڑنے کی صورت میں اس پر ایام تشریق کے بعد چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء اور ایک دم لازم آئے گا اور وہ دم جبر ہوگا اور اس پر حج تمتع کا دم جو کہ دم شکر ہے (اور حج قران اور تمتع میں واجب میں ہے) لازم نہ ہوگا کیونکہ اب وہ متمتعہ نہیں رہی مفردہ ہے اور مفرد بالحج پر حج کی قربانی (یعنی دم شکر) واجب نہیں مستحب ہے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

973-F

دوا کے ذریعے ماہواری روکی عمرہ ادا کیا پھر آ گئی تو حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ کسی عورت کو ایام شروع ہوئے تو وہ دوائی کے ذریعے اُسے روک سکتی ہے یا نہیں اور اگر روک لے اور دس روز کے اندر دوبارہ آ جائے اور دسویں روز بند ہو جائے تو اس دوران کئے گئے عمرہ کا کیا حکم ہے؟ (السائل: محمد اقبال ضیائی، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ماہواری کے خون کو دوا وغیرہ سے روکنے کو شرع منع نہیں کرتی کیونکہ فقہاء کرام نے دوا کے ذریعے خون ماہواری کو بند کرنے کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، اگر حیض والی عورت کا خون دواء کے ساتھ منقطع ہوا یا دواء کے بغیر۔[۲۱۰]

یہاں پر علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نے دواء کے ساتھ خون ماہواری کے بند ہونے کا تذکرہ کیا اس پر تو تبصرہ نہیں فرمایا پھر شارح ملّا علی قاری حنفی نے شرح میں بھی اس کا کوئی حکم ذکر نہیں کیا اور مُحشّی قاضی حسین بن محمد سعید مکی حنفی نے اس پر کوئی حاشیہ بھی تحریر نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ دوائی کے ذریعے خون حیض بند کرنا ممنوع نہیں ہے۔

اور شرط یہ ہے کہ طبّی اور جسمانی طور پر اُن کے لئے اس دوا کا استعمال یا ماہواری کو روکنا مضر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ ﴿وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ الآية [۲۱۱]

---

[۲۱۰] (لباب المناسك و شرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات و أنواعها، النوع الخامس: الجنايات فى أفعال الحج، فصل: حائض طهرت الخ، ص: ۶۹۶)

[۲۱۱] (البقرة: ۲/ ۱۹۰)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاک میں نہ پڑو (کنزالایمان)

لہٰذا اگر بے ضرر دواؤں سے ماہواری آنے سے قبل ہی اُسے روکا جائے یا آنے کے بعد، یہ روکنا بھی نقصان دہ نہ ہو اور اس سے عورتوں کو عبادت کا زیادہ موقع ملے تو شرع اس سے منع نہیں کرتی اور خواتین کا یہ سوچنا کہ ہمیں ماہواری آگئی ہے تو ہم عبادت نماز، عمرہ ،طواف وغیرہ سے روک دی گئی ہیں یہ ایک نفسیاتی امر ہے ورنہ ماہواری آجانے سے اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾الآیة [212] (البقرة:٢/٢٨٦)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (کنزالایمان)

اور پوچھے گئے مسئلے کا حکم یہ ہے کہ جب اُس نے دواء کے ذریعے حیض کو روکا، جب حیض رُک گیا تو اُس نے عمرہ ادا کرلیا پھر دس دن کے اندر دوبارہ خون آگیا اور دس دن کے اندر یا دس دن پورے ہونے پر بند ہوگیا تو اس دوران کیا گیا طواف حالتِ ماہواری میں قرار پائے گا گویا کہ اُس نے حالتِ ماہواری میں عمرہ ادا کیا ہے۔ تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے ماہواری سے پاک ہونے کے بعد اس طواف کا اعادہ کرلے اور اگر اعادہ کرلیتی ہے تو حالتِ ماہواری میں طوافِ عمرہ ادا کرنے پر جو جزاء لازم آئی تھی وہ ساقط ہوجائے گی چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں:

اس پر لازم ہے کہ فارغ ہو کر اس کا اعادہ کرلے اگر اعادہ کرلیتی ہے تو اس پر سے وہ ساقط ہوگیا جو واجب ہوا۔ [213]

---

[212] (البقرة:٢/٢٨٦)

[213] (لباب المناسك مع شرحه للقاری، باب الجنایات و أنواعها، النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج، فصل: حائض طهرت فی آخر إلخ، ص ٤٩٦)

اور یہی افضل ہے جیسا کہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۹۳ھ نے ''ہدایہ''[۲۱۴] میں لکھا ہے

اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اس صورت میں توبہ لازم ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

اس پر معصیت کی جہت سے توبہ لازم ہے۔[۲۱۵]

اور اس صورت میں سعی کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر وہ سعی کا اعادہ نہیں کرتی تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا اس کو صاحب ''ہدایہ'' نے "صحیح" قرار دیا ہے یہی شمس الائمہ سرخسی اور امام محبوبی کا مختار ہے جیسا کہ ''لباب المناسک'' اور اس کی ''شرح'' میں ہے۔[۲۱۶]

واللہ تعالی أعلم بالصواب

ذی الحجۃ ۱۴۳۶ھ، ستمبر ۲۰۱۵م 975-F

عمرہ کے لئے جاتے وقت کسی غیر محرمہ کو محرمہ بنانا کیسا؟

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سعودی حکومت کی طرف سے پابندی ہے کہ چالیس (40) سال سے کم عمر شخص عمرے کا سفر بغیر محرمہ کے نہیں کرسکتا تو کچھ لوگ جھوٹے رشتے بنا کر یعنی کسی غیر محرمہ عورت کو اس کی محرمہ بنا کر ویزہ لگواتے ہیں۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

۲۱۴۔ (''ہدایہ'' المبتدی مع الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ومن طاف طواف القدوم إلخ ۱-۲/۱۹۹، مطبوعة: دا الارقم، بيروت)

۲۱۵۔ (المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات و أنواعها، النوع الخامس: الجنابات فی أفعال الحج، فصل: حائض طهرت إلخ، ص ۴۹۶)

۲۱۶۔ (لباب المناسك و المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنايات أنواعها، فصل فی طواف العمرة، ص ۵۰۱)

(السائل: محمد عرفان الضیائی میٹھادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ عمرہ نہ فرض ہے اور نہ واجب اور عمرہ کے لئے جانے کی غرض سے جھوٹے رشتے بنانا، جو شرعاً اور قانوناً ممنوع ہیں اور اس میں ایک تو جھوٹ ہے کہ ایک غیر محرمہ کو اپنی محرمہ بتایا جاتا ہے اور جھوٹ کی شناعت قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور اس کی مذمت پر احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء وارد ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :عليكم بالصّدق، فإن الصّدق يهدى إلى البّر، وإن البّر يهدى إلى الجنّة، وما يزال الرّجل يصدق ويتحرّى الصدق حتى يكتبَ عند الله صديقاً، وإيّاكم والكذبَ، فإن الكذبَ يَهدى إلى الفُجورِ، وإنالفُجورَ يهدى إلى النّار، وما يزال الرّجل يكذب ويتحرّى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً۔ ۲۱۷

یعنی، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں": صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزّ وجلّ) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فُجور کی طرف لے جاتا ہے اور فُجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزّ وجلّ) کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی، متوفّی ۱۳۶۷ھ جھوٹ کی مذمّت بیان

---

۲۱۷ (صحیح مسلم، کتاب البر.....إلخ، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله، برقم: ۶۷۳۲/۱۰۵-(۲۶۰۷)، ص،۱۲۵۵)

کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی۔ ۲۱۸

اور یہ قانوناً بھی جرم ہے، اور اس کے بارے میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی، متوفی ۱۳۴۰ھ، لکھتے ہیں: کسی قانونی جُرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلّت وبلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے'' کما استفید من القران المجید والحدیث'' (جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے معلوم ہوا)۔ ۲۱۹

واللہ تعالی أعلم بالصواب

ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ، سبتمبر ۲۰۱۵م 976-F

عمرہ

حائضہ کا عمرہ ادا کرنا

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ طائف گئے ہمارے ساتھ خواتین میں سے ایک خاتون تھیں جب ہم نے احرام باندھ لیا تو اُسے ماہواری آگئی اور ہم مکہ مکرمہ آگئے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ دوتین دن کے بعد ہماری واپسی ہے اور رکنا نہایت مشکل ہے۔ اس خاتون کی ماہواری ختم نہ ہوگی کہ ہماری روانگی ہوجائے گی کیا اگر یہ اسی حالت میں عمرہ ادا کر لیتی ہے تو اس کا عمرہ ادا ہوجائے گا یانہیں؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یہ خاتون اگر اسی

۲۱۸ (بہارِ شریعت، جھوٹ کا بیان، ۳/۱۶/۵۱۵)

۲۱۹ (فتاوی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ۲۳/۸۱)

حالت میں عمرہ ادا کر لیتی ہے تو عمرہ ادا ہو جائے گا اور وہ گنہگار ہو گی اور اس پر دم لازم آئے گا کیونکہ طواف میں پاکی واجبات طواف سے ہے طواف کی شرائط سے نہیں ہے چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں:

طواف کا پہلا واجب حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا ہے۔ [۲۲۰]

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

ایک واجب بدن کا نجاست حکمیہ سے پاک ہونا ہے اس سے میری مراد حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر (سے پاک ہونا ہے) چاہے طوافِ فرض ہو یا اس کا غیر اگر چہ حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر کے ساتھ ادا کیے گئے فرض طواف اور اس کے غیر طواف کا کفارہ مختلف ہے۔ [۲۲۱]

اور ترکِ واجب کا حکم یہ ہے کہ تارک گنہگار ہوتا ہے جس کے لئے اُسے توبہ کرنا لازم ہے اور کفارہ لازم آتا ہے جسے ادا کرنا واجب ہوتا ہے چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ واجباتِ طواف کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا تو گنہگار ہو گا اور اس پر مذکور طواف کا کامل طریقے سے اعادہ واجب ہو گا اور اگر اعادہ نہ کرے تو دم واجب ہو گا۔

اور گناہ کے لیے سچی توبہ لازم ہے چنانچہ مُلا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

یعنی، اسکے گناہ کا تدارک تو وہ معصیت سے توبہ ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی لکھتے ہیں:

یعنی، وہ گناہ بغیر توبہ کے نہ اُٹھے گا۔

---

[۲۲۰] (لباب المناسك ،باب الأنواع الأطوافة،فصل:فی واجبات الطواف،ص:۲۱۳)

[۲۲۱] (حیاة القلوب فی زیارة المحبوب ،باب سیوم،دربیان طواف وانواع آن،فصل:دوئم:دربیان شرائط صحۃ طواف، اما واجبات طواف،ص:۱۹۸)

والله تعالی أعلم بالصواب

ذوالحجة ١٤٣٥ھ، أکتوبر ٢٠١٤ م 978-F

طواف

حالت ماہواری میں ادا کئے گئے طوافِ عمرہ کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ساتھ ایک خاتون نے دو روز قبل عمرہ ادا کیا ہے جب اُس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اس وقت اُسے ماہواری کے آثار بھی نہ تھے اور وہ دوائی لے رہی تھی دورانِ طواف اُسے محسوس ہوا کہ ماہواری کا خون آرہا ہے اور اُس نے ابھی دو چکر ہی ادا کئے تھے پھر اُس نے وضو کیا اور اسی حال میں عمرہ ادا کرلیا اب دو روز بعد اُن کی وطن واپسی ہے ماہواری ابھی بند نہیں ہوئی اور نہ ہی روانگی سے قبل بند ہونے کا کوئی امکان ہے۔ اس صورت میں وہ کیا کرے اور اس پر کیا لازم ہوگا؟

(السائل: ایک حاجی، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: یادر ہے ماہواری کی مدت کم از کم تین روز ہے چنانچہ علامہ عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

اگر اس سے کم ہو تو وہ ماہواری نہیں استحاضہ یعنی بیماری ہے۔[۲۲۲]

''وقایۃ الروایۃ'' میں ہے: حیض کی کم از کم مدت تین دن ورات ہے اور زیادہ دن ہے۔[۲۲۳]

چنانچہ علامہ نسفی حنفی لکھتے ہیں:

جو اس سے کم ہو یا زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔[۲۲۴]

---

[۲۲۲] (کنزالدقائق، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ص:۸)

[۲۲۳] (وقایۃ الروایۃ مع شرحہ وحاشیۃ عبدۃ الرعایۃ، کتاب الطھارۃ، باب الحیض والنفاس، ۴۹۹/۱)

[۲۲۴] (کنزالدقائق، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ص:۸)

اور اس پر ماہواری والے احکام مرتّب نہیں ہوتے۔ چنانچہ علامہ مظفر الدین احمد بن علی ابن الساعاتی حنفی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

پس وہ (یعنی استحاضہ والی عورت حکم میں) پاک عورتوں کے ساتھ لاحق ہو گی۔[۲۲۵]

اور عمرہ کو دو روز گزر چکے ایک دن اور دیکھ لے اگر خون جاری رہتا ہے تو یقیناً یہ خون ماہواری کا خون تھا اور اگر تین روز مکمل ہونے سے قبل بند ہو جاتا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

بشرطیکہ اُس نے وہ طواف ایک نماز کے وقت کے اندر ہی مکمل کر لیا ہو کیونکہ وہ معذور کے حکم میں بھی اور معذور کا وضو نماز کا وقت ختم ہونے سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے

تین دن تک جاری رہنے کی صورت میں بھی اس کا عمرہ درست ہو گیا اور اس پر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعارہ اور توبہ لازم آئی اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں ایک دم اور توبہ لازم آئی لہٰذا اگر روانگی سے قبل ماہواری بند ہو جاتی ہے تو طواف کا اعادہ کر لے اس طرح دم ساقط ہو جائے گا توبہ لازم رہے گی اور اگر ماہواری بند نہیں ہوتی، اعادہ نہیں کر پاتی تو دم اور توبہ دونوں لازم رہیں گے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

ذو الحجة ١٤٣٦ھ، ستمبر ٢٠١٥م 979-FH

حائضہ کے طواف کی حُرمت سے مراد کیا ہے؟

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کُتُب فقہ میں مذکور ہے کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا حرام ہے جائز نہیں ہے تو اِس حُرمت سے کیا مراد ہے حُرمتِ فعل مراد ہے یا عدم صحت؟

---

[۲۲۵] (مجمع البحرین، کتاب الطھارۃ، فصل فی الحیض والاستحاضۃ إلخ ص: ۹۸)

(السائل: محمد طاہر عبد الرحیم، مکہ مکرمہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اس حُرمت اور عدم جواز سے مراد حُرمتِ فعل ہے نہ کہ عدم صحت۔ چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: حائضہ کے لیے طواف کے عدم جواز سے مرادفعلِ طواف کا حرام ہونا ہے نہ کہ اصلاً عدم صحت۔ [226]

لہٰذا اگر حائضہ طواف کرلیتی ہے تو اس پر اعادہ یا جزاء لازم آتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا طواف ادا ہوگیا اور اس فعل کے حرام ہونے کی وجہ سے اس پر جزاء لازم آئی ہے اور جزاء کے سقوط کے لئے اعادہ لازم ہے اور اعادہ نہ کرنے کی صورت میں دم لازم آتا ہے اور توبہ دونوں صورتوں میں لازم آئے گی چاہے اعادہ کرے یا دم دے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ، ستمبر ۲۰۱۵م F-982

---

[226] (حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، باب اول دربیان احرام، فصل پنجم، دربیان کیفیت اِحرام، ص:۸۳)
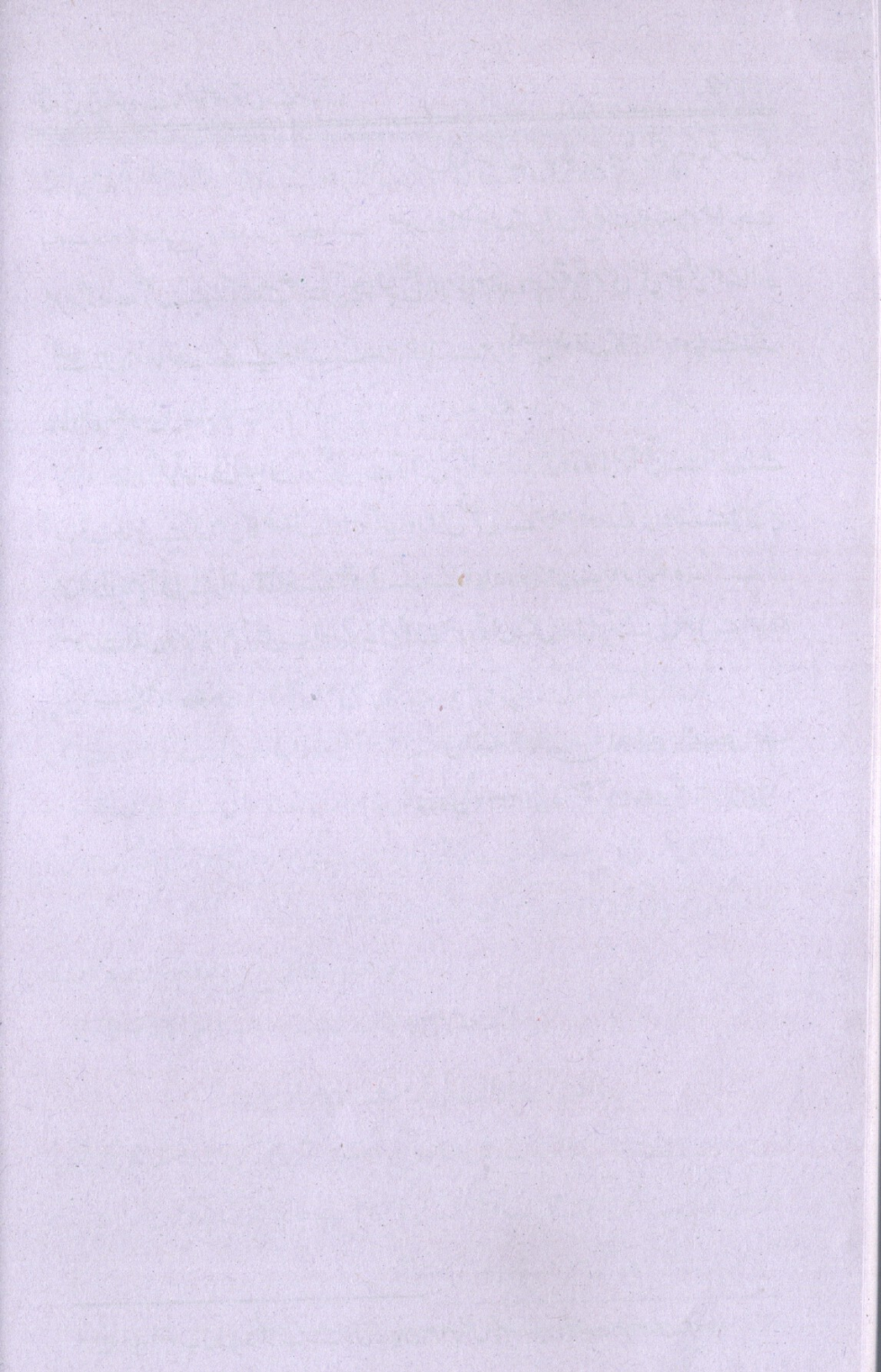
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت وتقدیسِ رسالت کا امین

کوثر وتسنیم سے دھلے الفاظ، مشک وعنبر سے مہکا آہنگ

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے